غافل کی موت

تحریر:
محمد نجم مصطفائی

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ حنفیہ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد ثاقب دامت برکاتہم العالیہ

پروردگار کائنات نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جامع الصفات بنا کر اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔اس جل شانہ کی اطاعت اور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جملہ صفات عالیہ پر اعتقاد رکھا جائے۔لیکن آج کل کے دور میں طاغوتی قوتوں کے چند آلہ کار اسلام کے لبادہ میں پیغمبر اسلام کے عطا شدہ کمالات و معجزات کا انکار کرکے ان کی محبت کو قلوب سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ فرزندان توحید ناموس مصطفیٰ و مقام رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے خم ٹھونک کر میدان میں آجائیں اور تقریر اور تحریر اور ہر ممکن اقدام سے اس عقیدہ کا تحفظ کریں۔محمد نجم مصطفائی کی زیر نظر کتاب 'غافل کی موت' بھی سادہ و سلیس طرز پر اس مقصد کی جانب ایک قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو ایمان اور اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔

الفقیر محمد ثاقب

انتساب

آج اُمتِ مسلمہ کو اسلام دشمن یہود و نصاریٰ کی ایک بہت بڑی سازش کا سامنا ہے۔اسلام دشمن قوتیں اپنے انتقام کی آگ بجھانے کیلئے مسلمانوں کو باہم لڑا دینا چاہتی ہیں۔وہ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اہل ایمان سے میدان کارزار میں مدمقابل ہونا آسان نہیں۔چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد اور جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ختم کردینے کا منصوبہ بنایا۔ وہ اپنے اس ناپاک منصوبے میں کس حد تک کامیاب ہوئے؟ انہوں نے مسلمانوں کی یکجہتی کو کس طرح پارہ پارہ کیا؟ ان کی اس مذموم سازشوں کی زد میں کتنے مسلمان آئے؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے دورِ حاضرہ کے کثیر مسلمان غافل ہیں۔

میں اپنی اس کتاب کا ثواب روزِ محشر تک ان مسلمانوں کو ہدیہ کرتا ہوں جو یہود و نصاریٰ کی اس اہم سازش کو جاننا چاہتے ہیں۔ جو اُمتِ مسلمہ کے باہمی اختلاف کی اصل وجہ سمجھنا چاہتے ہیں۔

فقط آپ کا بھائی

محمد نجم مصطفائی (پنجاب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنگل میں جا رہے تھے کہ ایک بے وقوف آپ کے ساتھ ہولیا۔ دیکھا جنگل میں ایک گڑھا ہے اور اس میں ہڈیوں کا ڈھیر پڑا ہے۔ بے وقوف ہڈیوں کا ڈھیر دیکھ کر کہنے لگا اے روح اللہ! وہ اسم اعظم کیا ہے جسے پڑھ کر آپ مردوں کو زندہ فرماتے ہیں؟ مجھے بھی سکھا دیجئے تا کہ ان بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈال سکوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے نادان خاموش ہو جا تیری زبان اس اسم اعظم کے لائق نہیں۔ وہ ضد کرنے لگا کہ اگر میری زبان اس لائق نہیں تو پھر آپ ہی ان ہڈیوں پر دم کر دیں۔ وہ اس معاملے میں اس حد تک بضد ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تعجب کرنے لگے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگے یا الٰہی یہ کیا راز ہے کہ اس احمق کو اتنی ضد آخر کس لئے ہے؟ حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے حماقت کو حماقت ہی کی تلاش ہوتی ہے اور بد نصیبی، بد نصیبی ہی کا گھر ڈھونڈتی ہے۔ اتنے میں اس شخص نے پھر اصرار کیا کہ دم کریں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے سمجھانے کی کوشش کی تو وہ ناراض ہو کر بولا اے روح اللہ! آپ اپنا معجزہ دِکھانے میں بخل کر رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ شاید اب آپ کی زبان میں پہلی سی تاثیر نہیں رہی۔ آپ نے یہ سن کر ان ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ کر دم کر دیا۔ یکا یک ان ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ایک انتہائی ہیبت ناک شکل کا قوی شیر نمودار ہوا۔ اس نے گرج کر ایک جست لگائی اور اس بے وقوف کو چشم زدن میں چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ اس کے سر کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر دیئے، بھیجا نکال کر خالی کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے اے جنگل کے شیر تو نے اس شخص کو اتنی تیزی سے کیوں پھاڑ ڈالا۔ شیر بولا اس وجہ سے کہ اس احمق نے آپ کا دل دُکھایا اور آپ کو خفا کیا اور آپ کی توہین پر اُتر آیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو نے اس کا گوشت کیوں نہیں کھایا اور خون کیوں نہیں پیا۔ شیر بولا اے پیغمبر خدا! میری قسمت میں رزق نہیں ہے۔ اگر اس جہاں میں میرا رزق باقی ہوتا تو مجھے مُردوں میں داخل ہی کیوں کیا جاتا۔ (حکایات رومی از مولانا دانائے روم جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

پیارے مسلمانو! اس سچے واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو کوئی انبیاء کرام کی نافرمانی کرتا ہے یا ان کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اس کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔ دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں جو بار بار اس احمق انسان کو سمجھا رہے ہیں لیکن وہ بضد ہے کہ مجھے اسم اعظم بتادیجئے تاکہ میں ہڈیوں کے ڈھیر پر پڑھوں۔ جب سمجھانے کے باوجود وہ نہ سمجھا۔ آخر وہ گستاخی کر بیٹھا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام) آپ معجزہ دکھانے میں بخل کر رہے ہیں یوں لگتا ہے کہ شاید اب آپ کی زبان میں تاثیر نہیں۔ وہ غافل مقامِ نبوت کا لحاظ نہ کرسکا۔ ایک نبی کی بارگاہ میں یہ سخت جملے اس کی بربادی کا سبب بن گئے۔ چنانچہ ان ہڈیوں سے ایک خوفناک اور ہیبت ناک شیر ظاہر ہوا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ معلوم ہوا کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کی کڑکتی ہوئی بجلیاں اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ انبیاء کی شان میں ادب اور تعظیم بجا لانا درحقیقت اللہ کے قوانین میں سے ایک قانون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی رہنمائی کیلئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو اس دنیا میں بھیجا۔ نبوت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ یوں تو ہر نبی کا احترام اور ادب مسلمان پر لازم ہے مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام سب سے زیادہ لازم ہے کیونکہ آپ تمام انبیاء کے سردار اور محبوبِ پروردگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے کسی نبی کو یہ مقام حاصل نہ ہوسکا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ ابن عساکر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو تمہاری اس کرامت اور قدر منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (ملاحظہ کیجئے ابن عساکر، خصائص الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۹۳، جواہر البحار، ج ۱ ص ۲۸۹)

جواہر البحار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ (ملاحظہ کیجئے جواہر البحار، ج ۳ ص ۲۹ عن الصاوی)

روح البیان میں ہے، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ (ملاحظہ کیجئے روح البیان، ج ۶ ص ۲۶۷ عن کتاب البرہان)

زرقانی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ (ملاحظہ کیجئے زرقانی شریف، ج ۱ ص ۴۴)

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔ (ملاحظہ کیجئے مکتوبات مجدد سرہندی، ج ۳ ص ۲۳۲)

معلوم ہوا کائنات میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بنایا وہ سب حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل بنا آپ کا مقام و مرتبہ تمام انبیاء سے بلند تر ہے۔

اللہ تعالٰی نے حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو عزت و کرامت اور فضائل کثیرہ کا بے بہا خزانہ عطا فرما دیا ہے اور یہ وہ انمول خزانہ ہے جو کسی کو نہ مل سکا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ سوائے اللہ تعالٰی کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بلا شبہ اللہ کے بعد اگر کوئی دوسری سب سے زیادہ قابل احترام ہستی ہے تو وہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہی ذات گرامی ہے۔ لہٰذا اللہ کے بعد حضور کا ادب سب سے زیادہ ضروری ہے۔ یاد رکھئے کہ اگر کوئی حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس گستاخ اور بے ادب کو دنیا اور آخرت میں رُسوا کر دیتا ہے۔ اس کے اعمال برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ زندگی بھر کی نیکیاں ختم کر دی جاتی ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے، اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (سورۂ حجرات:۲)

قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ میں یہ واضح کر دیا گیا' اے لوگو! کان کھول کر سن لو اگر تم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخانہ لب ولہجہ اختیار کیا تو تمہاری ساری زندگی کی عبادات ملیامیٹ کر دی جائیں گی اور تمہیں معلوم بھی نہ ہوگا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ادب و احترام ایمان کی جان بلکہ روح ہے۔ اگر یہ ادب و احترام خدانخواستہ ختم ہو گیا تو ایمان کی روح بھی ختم ہو جائے گی اور جس کسی کی ایمانی روح ختم ہو جائے تو پھر اس کا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنی مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل و اکمل اور مکرم بنایا آپ کی ذات گرامی تمام کمالات دِینی و دُنیوی کی جامع ہے اور آپ کو وہ مقام و مرتبہ عطا فرمایا جو انسانی سرحد عقل سے باہر ہے جو اللہ تعالٰی کے خلیفۂ اعظم، نائب اکبر اور ساری کائنات کے رسول اور خاتم النّبین ہیں۔ جن کی ذات گرامی پر نبوت و رسالت ناز کرتی ہے اور جن کی عظمت و رفعت اور شان جلالت کا خطبہ خود ربّ العالمین پڑھتا ہے۔ جن کا حکم اللہ کا حکم، جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی، جن کو تکلیف دینا اللہ کو تکلیف دینا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ (سورۂ احزاب:۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کو اپنے محبوب کی تکلیف کس قدر ناپسند ہے جو حضور کو تکلیف دیتا ہے گویا وہ اللہ کو تکلیف دیتا ہے اور ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہے۔

ایک مرتبہ بنو تمیم کے کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ دیہاتی تھے۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضور کا ادب کس طرح کیا جاتا ہے۔ ایک دم گھر کے سامنے کھڑے ہوکر پکارنے لگے: اخرج الینا فان مدحنا زین یارسول اللہ آپ گھر سے باہر آیئے! ہم وہ لوگ ہیں جس کی تعریف کردیں مزین ہوجاتا ہے۔ وذمنا شین اور ہم لوگ جس کی مذمت کردیں وہ داغدار ہوجاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت اپنے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ جب آپ نے دیہاتیوں کے یہ کلمات سنے تو ان کی گفتگو کا یہ انداز آپ کو پسند نہ آیا اور قلبِ اقدس پر گراں گزرا۔ ادھر قلب نازک ملول ہوا، ادھر اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا۔ ارشادِ خداوندی ہوا:

ان الذین ینادونك من ورآء الحجرات اکثرھم لا یعقلون (سورۂ حجرات:۴)

بے شک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ میں بھی بارگاہِ رسالت میں ادب کی تعلیم دی جارہی ہے کہ جو لوگ حجرے کے باہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار رہے ہیں انہیں ایسی غیر شائستہ حرکت ہرگز نہیں کرنی چاہئے ان کیلئے بہتر یہ تھا کہ وہ پیغمبر اسلام کا انتظار کرتے۔ حتیٰ کہ آپ آرام کرنے کے بعد جب باہر تشریف لاتے تو اس وقت وہ زیارت کی سعادت حاصل کرتے اور اپنے احوال کو ان کی بارگاہ میں پیش کرتے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (سورہ نور:۶۳)

رسول کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ میں بھی حضور کا ادب کرنے کا سبق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر یہ واضح فرماتا ہے کہ اے مومنو جب تم میرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارو تو ایسا سمجھ کر مت پکارنا جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے کو سمجھتے ہو کیوں کہ تمہارے پکارنے کی حیثیت تو ایسی ہے کہ تم کبھی کسی کی پکار پر حاضر ہوئے کبھی نہیں ہوئے۔ تمہاری پکار میں اور میرے محبوب رسول کی پکار میں بڑا فرق ہے لہٰذا اے لوگو! جب تم رسول کو پکارو تو نہایت ادب، تعظیم اور نرم آواز کے ساتھ عاجزانہ لہجے میں پکارو۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مقدسہ میں یہ نہیں فرمایا کہ اے لوگو! میرے رسول کو مت پکارو بلکہ فرمایا کہ پکارو مگر ادب کے ساتھ اور ایسے معزز القاب کے ساتھ جو ان کی شان کے لائق ہوں۔ جو تمہاری عقیدت مندی اور نیاز مندی کی علامت ہو یعنی تم لوگوں میں ایک دوسرے کو پکارنے کے جتنے طریقے رائج ہیں ان طریقوں سے رسول کو مت پکارو‘ ایسا پکارنا حرام اور گناہ ہے۔ اس آیتِ کریمہ کی تمہید کو سمجھنے کے بعد ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے لازمی ہے کہ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب اور احترام کے ساتھ پکاریں۔ اب یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُمتی کیسے پکاریں؟ آخر وہ پکار کون سی ہے جو ان کی عظمت کے شایانِ شان ہو، جس سے کمال ادب کا اظہار ہوتا ہے۔ جس پکار سے رسول محترم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کا اظہار ہوتا ہو۔ تو آیئے دنیائے اسلام کے بڑے بڑے مفسرین کی تفاسیر سے اس کا حل نکالتے ہیں کہ ہمارے ان بزرگوں اور دنیائے اسلام کے ان درخشندہ ستاروں نے اس آیتِ مقدسہ کے تحت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب و احترام کے ساتھ پکارنے کا ہمیں کیا سبق دیا ہے۔

آیئے سب سے پہلے اس آیت مقدسہ کے تحت ایک صحابی کا قول سنتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، رسول کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو، آپ کی تعظیم و توقیر کرو اور یا نبی اللہ، یارسول اللہ اور یا ابا القاسم کہو۔

صحابیٔ رسول کے اس قول سے یہ واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب و احترام کیساتھ یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارو۔ یوں تو اس قول کے بعد مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر دینی معلومات میں اضافے کی غرض سے چند بزرگانِ دین اور مفسرین کے اقوال اور سن لیجئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح یا محمد کہہ کر نہ پکارو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔ (تفسیر کبیر، سورۂ نور: ۶۳)

علامہ صاوی اس آیت کی روشنی میں فرماتے ہیں، یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ کہو بلکہ تعظیم اور توقیر کے ساتھ یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا امام المرسلین، یا خاتم النبین کہو۔ (دیکھئے تفسیر صاوی)

ان بزرگانِ دین کے علاوہ اسی آیتِ مقدسہ کے تحت فتح القدیر میں شوکانی لکھتا ہے، یارسول اللہ کہو ادب کے ساتھ۔ (فتح القدیر)

مذکورہ بالا تفاسیر کی روشنی میں یہ واضح ہوا کہ ہمارے اسلاف نے ہمیں جو سبق دیا وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام لوگوں کی طرح نام لے کر نہ پکارا جائے یعنی یا محمد، یا احمد نہ کہا جائے بلکہ یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، یارحمۃ اللعالمین، یا خاتم النبیین کہہ کر پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب پیغمبر کو 'یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)' کہہ کر مخاطب نہیں کیا بلکہ یاایھا الرسول، یاایھا النبی، یاایھا المزمل، یاایھا المدثر جیسے عمدہ القاب سے یاد فرمایا۔ اگر ہم صحابہ کرام کی زندگی پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بہت سے صحابہ کرام حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی رِشتہ دار تھے۔ مثلاً حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقی چچا تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حقیقی چچازاد بھائی تھے۔ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سسر تھے۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی تعالیٰ تعالیٰ عنہما داماد تھے۔ مگر کسی صحابی نے بحیثیت ایک رشتے دار کے یہ نہیں کہا اے میرے بھتیجے، یا اے میرے داماد، اے میرے بھائی، اے میرے سسر' بلکہ ہر رشتے دار صحابی نے بھی یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یارحمۃ اللعالمین جیسے محبت بھرے الفاظ میں ہی پکارا۔

ان چمکتے ہوئے حقائق اور قوی دلائل سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضورِ اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یارسول اللہ، یا نبی اللہ یا دیگر ندائیہ الفاظ سے پکارنا جائز ہے۔ ان حقائق سے غیر خدا کو پکارنے کا ثبوت بھی مل جاتا ہے جو کسی طرح کفر و شرک اور ناجائز و حرام نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (سورۂ اعراف:۱۵۸)

اے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء و رسل دنیا میں بھیجے وہ کسی خاص علاقے یا کسی خاص قوم کیلئے بھیجے گئے مگر ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی خاص علاقے یا کسی خاص قوم کیلئے ہرگز تشریف نہیں لائے بلکہ قیامت تک مخلوقِ خدا کی رہنمائی کیلئے جلوہ فرما ہوئے۔

مذکورہ آیت میں 'لوگوں' سے قیامت تک آنے والے انسان مراد ہیں یعنی جو لوگ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تھے وہ بھی اور جو اس وقت دنیا میں مختلف جگہوں پر موجود تھے وہ بھی اور وہ جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں وہ بھی۔ ان تمام انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ان سب سے کہہ دیں یا ایھا الناس اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ذرا اس آیت پر بھی غور کر لیجئے کہ کسی غیر خدا کو پکارنا اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ یاایھا الناس کہہ کر تمام دور و نزدیک، حاضر و غائب لوگوں کو پکارنے کا حکم اپنے محبوب پیغمبر کو ہرگز نہ دیتا۔ قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کوئی قریب ہو یا دُور' اس دنیا میں ہوں یا دوسرے عالم میں سب کو 'یا' کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

اگر کوئی کہے کہ زندوں کو یا کہہ کر پکارنا جائز ہے' مُردوں کو جائز نہیں تو ایسا عقیدہ بھی مذکورہ بالا آیت کے خلاف ہے کیونکہ مذکورہ آیت میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو پیدا نہیں ہوئے یعنی قیامت تک کے انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

معلوم ہوا موجود اور غیر موجود اور قیامت تک کے غیر حاضر انسانوں کو پکارنا جائز ہے جب قیامت تک کے انسانوں کو پکارنا جائز تو مردہ لوگوں کو پکارنا بھی جائز ہے جس کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔

جنگِ بدر میں مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ اس جنگ میں کفار و مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ جن میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف جیسے اسلام دشمن سردار بھی شامل تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مردہ سرداروں کو ایک ہی گڑھے میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ تیسرے دن رُخصت ہونے سے پہلے حضور اپنے صحابہ کے ہمراہ اس گڑھے کے پاس منڈیر پر کھڑے ہوگئے اور مرے ہوئے کفار سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا، ذِلت اور عذاب کا جو وعدہ تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا کیا تم نے اس کو سچا پایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ تو مردہ ہیں اور آپ مردوں سے خطاب فرمارہے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے عمر! خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم (زندہ لوگ) میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سن سکتے لیکن اتنی بات ہے کہ یہ مردے جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری کتاب المغازی)

اس واقعہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار سے مخاطب ہیں جو مردہ حالت میں زمین میں گڑھے ہوئے ہیں۔ ذرا سوچئے اگر مردوں کو مخاطب کرکے پکارنا شرک ہے اور پکارنے والا مشرک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا جائے گا جنہوں نے مردہ کافروں کو مخاطب کرکے پکارا۔ کیا نعوذ باللہ اللہ کا نبی شرک کی تعلیم دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ مرے ہوئے کفاروں کو جب پکارا جاسکتا ہے تو محبوبانِ خدا کو 'یا' کہہ کر کیوں نہیں پکارا جاسکتا۔

پس اے مسلمانو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ، یا خاتم النبین کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ البتہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا محمد، یا احمد نام لے کر پکارنا جائز نہیں اور نہ ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہا جائے کہ آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں یا آپ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ ایسے الفاظ اپنی زبان سے ادا کرنا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔ قرآن مجید میں بشر مثلکم کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں یہ الفاظ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے کہے ہیں۔ جو بطور تواضع انبیاء کو اپنے لئے کہنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس کا مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایک عام آدمی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا جیسا بشر کہنے لگے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض گمراہ قوموں کی بربادی کی وجہ بیان فرمائی ہیں کہ ہم نے ان کی طرف اپنے رسول بھیجے تاکہ وہ انہیں راہِ حق دِکھائیں اور ان پیغمبروں کو معجزے بھی عطا کئے گئے تاکہ وہ قوم ان کے معجزے دیکھ کر ان پر ایمان لے آئیں مگر بدنصیبی سے بعض گمراہ قوموں نے ان کی دعوتِ حق کو یہ کہہ کر قبول نہیں کیا کہ ہم اپنے جیسے بشر کی اتباع کیسے کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسی بے ادب قوموں پر عذاب بھی نازل فرمایا اور وہ کفر کی موت مارے گئے۔ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح بیان فرماتا ہے:

ذلك بانه كانت تاتيهم رسلهم بالبينت فقالوا البشر يهدوننا فكفروا (سورۂ تغابن:۶)

یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو بولے کیا آدمی (بشر) ہمیں راہ بتائیں گے، تو کافر ہوئے۔

اس آیتِ کریمہ میں واضح کیا گیا ہے کہ بعض قوموں نے رسولوں کو محض اپنے جیسا بشر کہا اور ان کے مقام و مرتبہ کو نہ سمجھا اور ان کی بے ادبی کی اس طرح وہ کافر ہوئے۔ چنانچہ جو کوئی امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہے گا تو ایسا شخص اپنے ایمان کی خیر منائے۔

مسلمانو! یہ خیال پیش نظر رہے کہ انبیاء کرام کو عام بشر کی طرح سمجھنا اہل ایمان کا طریقہ نہیں بلکہ کفار اور نافرمانوں کا طریقہ ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف بشر کہنا یا اپنے بڑے بھائی کی طرح سمجھنا شانِ رسالت میں توہین ہے لہٰذا ایسے الفاظ مسلمان ہرگز اپنی زبان پر نہ لائے۔ بلکہ ادب کے ساتھ یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر عرض کی جائے جو آپ کی شان کے لائق اور اسلاف کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ارشاد فرمایا، اے مومنو! رسول کو پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں ہمارے بزرگوں نے کس طرح عمل کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب کے ساتھ کس طرح پکارا اور ہمیں کس طرح پکارنے کا طریقہ بتایا' یہ آپ پر واضح ہو چکا ہے۔ اب جاننا یہ ہے کہ 'یارسول' کہنے والوں کی پکار کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں یا نہیں۔ آیئے اس حقیقت کو چند احادیث کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون بیشک میں جو دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ (ملاحظہ کیجئے مشکوٰۃ شریف، ص ۴۵۷۔ ترمذی شریف، ص ۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہماری طرح نہیں' اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سننا بھی ہماری طرح نہیں۔

محترم مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں بڑے بڑے دیکھنے والے بنائے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بلعم بن باعورہ اپنی روحانی طاقت کے ذریعے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جو انسانوں کی روح قبض کرتے ہیں ان کی نظر پر غور کیجئے روئے زمین کے سارے جاندار ان کی نظروں کے سامنے ہیں۔ جس کی موت کا وقت آیا حضرت عزرائیل علیہ السلام اس مقام پر آن واحد میں پہنچ گئے بسا اوقات ایک وقت میں ہزاروں موت واقع ہوتی ہیں۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں کسی کی موت واقع ہوتی ہوئی آپ بیک وقت ان تمام جگہوں پر پہنچ گئے اور سب کی روح قبض کرلی۔

اسی طرح منکر نکیر دو قبر کے فرشتے ہیں ان کی نظروں پر غور کیجئے جو روئے زمین کے قبر میں دفن ہونے والے مردوں کو دیکھ رہے ہیں اور ہر میت کے پاس سوالات کرنے پہنچ جاتے ہیں۔ دنیا کی کوئی میت ان کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کی نگاہوں پر ذرا غور کیجئے جو اللہ کے حکم سے تمام مخلوق کی روزی کا اہتمام کرتے ہیں، کس کو کتنا رزق ملنا ہے، کہاں ملنا ہے یہ سب کچھ حضرت میکائیل علیہ السلام کی نظروں کے سامنے ہے۔ رزق کا طلب گار کوئی بھی ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ غرض یہ کہ اللہ نے اس کائنات میں ایسے ایسے دیکھنے والے پیدا کئے جن کی نگاہوں کی وسعت کا احاطہ ہم نہیں کرسکتے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے دیکھنے والو! تمہاری آنکھیں وہ ہرگز نہیں دیکھتیں میں وہ سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھ رہا ہوں جہاں تک تمہاری نگاہوں کی رسائی نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی فرمائی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلے سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔ (ملاحظہ کیجئے معجم صغیر از امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شفاء شریف، ص ۳۴) لغت میں بارہ ہزار قدم یا تین میل کی لمبائی کو ایک فرسخ کہتے ہیں۔ (دیکھئے مفتاح اللغات، ص ۶۱۷، فیروز اللغات، ص ۹۲۸، کریم اللغات، ص ۱۰۸)

چنانچہ دس فرسخ کا فاصلہ تیس میل کے برابر ہوا۔ صرف ایک تجلی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہوں کو یہ کمال حاصل ہوا کہ اندھیری اور گھپ تاریک رات میں ۳۰ میل کی دُور سے چیونٹی جیسی حقیر شے کو دیکھ لیا کرتے تھے اور آپ کی نگاہوں کے سامنے رات کی تاریکی اور ہزارہا نشیب و فراز سب بے حجاب ہوگئے تھے۔ امام صاوی کا قول ہے کہ بعض نے کہا یہ تجلی سوئی کے ناکے کے برابر تھی۔

جامع الصفات میں ہے کہ وہ کوہِ طور کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصے کی تجلی تھی۔ (ملاحظہ کیجئے جامع الصفات، ص ۹۰)

غور فرمایئے کہ اس قدر معمولی سی تجلی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کا یہ کمال سبحان اللہ! اب ذرا پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کا کمال ملاحظہ کیجئے جن کی مقدس آنکھوں نے تجلی نہیں بلکہ خود ذاتِ باری تعالیٰ کا اپنی سر کی آنکھوں سے دیدار کیا اور اللہ کو اس شان سے دیکھا کہ دیکھنے کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا:

ما زاغ البصر وما طغی

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

یعنی اللہ کے جلووٴں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے گم ہوگئے کہ پلک تک نہ جھپکائی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

رایت ربی عزوجل فی احسن صورة (مشکوٰة، ص۶۹)

میں نے اپنے ربّ کو حسین صورت میں دیکھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دوبار دیکھا۔ ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔ (ملاحظہ کیجئے طبرانی خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۱۶۱)

غور فرمایئے جن مقدس نگاہوں نے عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا ہو تو پھر کائنات کی کون سی شے ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اندھیرے اور اُجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔ (ملاحظہ کیجئے خصائص الکبریٰ، ج ا ص ۶۱)

سبحان اللہ! نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کمال ہے کہ آپ کی آنکھ جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتی ہیں اسی طرح اندھیری اور تاریک رات میں بھی دیکھتی ہیں۔

مسلمانو! معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نگاہوں سے جو دیکھتے ہیں کوئی دوسرا ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو سنتے ہیں ہم نہیں سن سکتے۔ ہمارے کان صرف وہی سن سکتے ہیں جو ہمارے قریب ہو مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس کانوں کا یہ کمال ہے کہ آپ دُور دور کی باتیں بھی سن لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرے میں رات کے وقت تہجد کی نماز کیلئے وضو فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا:

لبیک لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت

یعنی میں تیرے پاس حاضر ہوا اور تو مدد کیا گیا۔

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کر کے واپس تشریف لائے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے سنا کہ آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرمایا ہے گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی تھا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ راجز مجھ سے فریاد کر رہا تھا۔ (ملاحظہ کیجئے سنن البیہقی، ج ۹ ص ۲۳۳۔ طبرانی ص ۲۰۱)

مسلمانو! مذکورہ حدیث میں راجز کا ذکر ہے، یہ کون تھا؟ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں سے پکارا؟ آیئے اس حقیقت کو جانئے۔

عمر بن سالم راجز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر ایک تاریخی معاہدہ ہوا جس میں ایک معاہدہ یہ بھی طے پایا کہ قبیلہ بنی بکر قریش کی طرف سے اور قبیلہ بنو خزاعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اس بات کے پابند ہونگے کہ آئندہ دس سال تک آپس میں جنگ نہیں ہوگی۔ مگر قریش نے ان شرائط کو توڑ دیا اور قبیلہ بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ چنانچہ راجز نے مکہ مکرمہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی اور مدد مانگی، جس کے جواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے تین مرتبہ لبیک ارشاد فرمایا اور تین مرتبہ نصرت ارشاد فرما کر اس کی مدد فرمائی۔ اس واقعہ کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اللہ نے اپنے محبوب کی مدد فرمائی اور مکہ فتح ہوگیا۔ یہ خیال رہے کہ مکہ، مدینہ سے تقریباً ۳۴۰ میل کے فاصلے پر ہے اس فاصلے کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غمزدہ اُمتی کی فریادرسی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے کان وہ مقدس کان ہیں جو دُور بیٹھے اُمتیوں کی فریادوں کو سن لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: یا بلال ھل تسمع ما اسمع اے بلال کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں۔ بلال نے عرض کی لا واللہ یا رسول اللہ ما اسمعہ نہیں یارسول اللہ میں نہیں سنتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تو نہیں سنتا ان قبروالوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ (ملاحظہ کیجئے المستدرک للحاکم، ج ۱ ص ۴۰)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قوتِ سماعت کا اندازہ لگایئے کہ دنیا کی آواز سننا تو الگ بات ہے آپ تو منوں مٹی کے نیچے دَبے ہوئے یہودیوں کے واویلوں کی پکار بھی سن رہے ہیں۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے گرنے کی آواز کو بھی سماعت فرما لیا کرتے۔ (ملاحظہ ہوں خصائص الکبریٰ، ج ۱ ص ۵۳۔ شواہد النبوۃ، ص ۶۸)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بیشک میں لوح محفوظ پر چلتی قلم کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں والدہ کے شکم اطہر میں تھا۔ (ملاحظہ کیجئے نزہۃ المجالس، ص ۹۱۔ مجموعۃ الفتاویٰ، ج ۲ ص ۱۷)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں جنت میں داخل ہوا تو یکایک اس میں وہ تمام نعمتیں تھیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا۔ (ملاحظہ کیجئے تفسیر ابن جریر پ ۱۵، ص ۱۱)

تفسیر جریر میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براق سے نہیں اُترے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت و دوزخ اور اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے سب کچھ نہ دیکھ لیا (یعنی آخرت کی ہر شے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھ لی)۔

(ملاحظہ کیجئے تفسیر ابن جریر پ ۱۵، ص ۱۲)

اوپر دی گئی دونوں احادیث سے یہ واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت، دوزخ اور آخرت کی ہر شے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا جس کا تصور کوئی دوسرا بشر کر بھی نہیں سکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے بلال! میں نے جنت میں اپنے آگے تیری جوتیوں کی آہٹ سنی۔

(معراج النبی، ص ۵۳، ۵۴)

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت میں ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر۔ اس قدر طویل فاصلہ کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو جنت میں سنا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش کے نیچے چاند کے سجدہ کرنے کی آواز اور لوح محفوظ پر قلم چلنے کی آواز اور جنت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی آہٹ کو سن لیتے جو ہزاروں برس کی مسافت کے فاصلے پر واقع ہیں۔ حضور کا اس قدر فاصلے سے سن لینا کوئی تعجب یا حیرت کی بات نہیں کیونکہ حضور کو یہ کمال اللہ تعالیٰ نے عطا کیا جو حضور کے اس کمال پر اعتراض کرتا ہے وہ دراصل اللہ کی قدرت پر اعتراض کرتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اس قدرت کو عطا کرنے پر قادر نہیں؟ یقیناً ہے۔

مسلمانو! دُور نہ جایئے آج کل سائنسی ایجادات مثلاً کمپیوٹر، ای میل، ریڈیو، ڈش انٹینا وغیرہ ہی پر غور کر لیجئے کہ ہزاروں میل کے فاصلے سے بولنے والوں کی آواز بذریعہ ٹیلی فون، ریڈیو، انٹرنیٹ کے ہم سن لیتے ہیں۔ جب انسان کی ایجاد کردہ ان بے جان پرزوں کا یہ کمال ہے تو کیا اللہ کے محبوب اپنی روحانی طاقت کے ذریعے اپنے غمزدہ اُمتی کی فریاد نہیں سن سکتے؟ یقیناً سن سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا:

هل ترون قبلتي ههنا

کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا منہ ادھر قبلہ کی طرف ہے۔

واللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوئکم

خدا کی قسم! تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر کچھ پوشیدہ نہیں۔

وانی لارکم من وراء ظهری

میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الخشوع فی الصلوٰۃ، ج ا ص ۱۰۲)

اس حدیثِ پاک پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کو یہ کمال حاصل ہے کہ جو بیک وقت آگے بھی دیکھتی ہیں اور پیچھے بھی۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہیں۔ اگر ہم دیوار کے پیچھے نہیں دیکھ سکتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی دیوار کے پیچھے نہیں دیکھ سکتے (نعوذ باللہ)۔ اگر کوئی چیز ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے تو وہ حضور کی نگاہوں سے بھی اوجھل ہے۔ خبردار ایسا عقیدہ کسی مسلمان کو نہیں رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کو وہ اعلیٰ کمال عطا کیا ہے کہ جس طرح آپ کی آنکھیں آگے دیکھتی ہیں اسی طرح پیچھے بھی دیکھ لیتی ہیں اور حضور کی نگاہ سے کوئی شے مخفی اور اوجھل نہیں۔ خشوع و خضوع بھی آپ کی نگاہوں سے اوجھل نہیں خشوع و خضوع انسان کی دِلی کیفیت کا نام ہے جو ظاہر نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا کوئی وجود ہے۔ نمازی کی دلی کیفیت کا اندازہ کوئی دوسرا ہرگز نہیں لگا سکتا مگر حضور کی نگاہوں سے یہ بھی پوشیدہ نہیں۔ جب خشوع پوشیدہ نہیں تو پھر دنیا کی کون سی شے ہے جو پوشیدہ رہ سکے۔ لہٰذا جو اُمتی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی صدا بلند کرتا ہے وہ بھی آپ پر ظاہر ہے اور جو منع کرکے اپنی آخرت برباد کرتا ہے وہ بھی آپ پر عیاں ہے۔ ایک حدیث اور سنئے:۔

حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایک مرتبہ سورج گرہن ہوگیا۔آپ نے نماز خسوف پڑھی۔صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم نے دیکھا آپ نے نماز میں اپنی جگہ پر رہ کر کوئی چیز پکڑی پھر ہم نے دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، انی رائیت الجنۃ...... الخ میں نے جنت کو دیکھا تو اس میں سے خوشہ لینے لگا اگر میں لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے۔ (صحیح بخاری کتاب الاذان، ج ۱ص ۴۷۵)

اس حدیث مبارکہ سے یہ واضح ہوا کہ جب کبھی سورج گرہن ہو تو نماز خسوف پڑھنا چاہئے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے جو اللہ کے غضب سے بچاتی ہے۔اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو دیکھا اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جنت ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر ہے مگر آپ نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر جنت سے خوشہ لے رہے ہیں۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ وہ مقدس ہاتھ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنا ہاتھ کہا ہے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہاتھوں پر اپنا مقدم ہاتھ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ید اللہ فوق ایدھم صحابہ کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

معلوم ہوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ معمولی ہاتھ نہیں جو ہاتھ خدا کی قدرت کا مظہر ہو تو پھر اس ہاتھ کی طاقت اور قوت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ساری کائنات حضور کے قبضے میں ہے اور کوئی شے آپ کے قبضے سے باہر نہیں۔

حضورِاکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض (ملاحظہ کیجئے بخاری شریف، ج ۱ص ۵۸۸)

بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔

حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس طرح ارشاد فرمایا:

اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت یدی (بخاری شریف، ج ۱ص ۴۱۸)

مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں پھر میرے ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کا مالک بنایا ہے۔ زمین کے سارے خزانے ہیرے، جواہرات، سونا چاندی، تیل، پیٹرول، لوہا، دھات، پیتل اور ہر قسم کے پھل اور اناج یہ سب زمین ہی کے خزانے ہیں اور ان تمام خزانوں کی کنجیاں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس ہاتھوں میں ہے۔جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دے کر اس کا مالک بنادیا لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خزانے کو جسے چاہیں اور جتنا چاہیں دیں آپ کو اختیار ہے۔

تفسیر صاوی میں ہے، جس شخص نے یہ گمان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے' دنیا و آخرت میں خسارے والا۔ (ملاحظہ کیجئے تفسیر صاری، ص ۱۷۸)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

انما انا قاسم واللہ یعطی میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو تقسیم کرنے والی ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور کائنات کی کوئی شے آپ کے قبضہ سے باہر نہیں۔

جو ہاتھ اللہ کی قدرت کے مظہر ہوں، جن ہاتھوں میں اللہ کے خزانوں کی چابیاں ہوں۔ جو ہاتھ اللہ کے خزانوں کو مخلوق میں تقسیم کرنے والے ہوں یقیناً وہ ہاتھ مدینے میں کھڑے ہو کر جنت تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مدینہ منورہ میں کھڑے ہو کر جب آپ کا ہاتھ جنت کے باغوں میں پہنچ سکتا ہے جس کا فاصلہ ساتوں آسمان سے بھی زیادہ ہے اس کے مقابلے میں تو یہ دُنیا ذرّہ برابر بھی نہیں ہے تو پھر کیا وہ مقدس ہاتھ اس مختصر سی دنیا میں مشکل میں پھنسے ہوئے اُمتیوں کی مدد کو نہیں پہنچ سکتے؟ یقیناً یقیناً پہنچ سکتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی جہاں بھی فریاد کرے یا رسول، یا نبی، یا رحمۃ اللعالمین کی صدا بلند کرے تو اللہ کی عطا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ کرم غمزدہ امتی کی فریاد رسی کرے گا اور اس کی مشکل آسان کر دے گا۔ ایک حدیثِ مبارکہ اور بھی سن لیجئے:۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص ایسا نہیں کہ وہ مجھ پر دُرود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اسکی آواز کو سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! وصال کے بعد بھی (سنیں گے)؟ ارشاد فرمایا، وفات کے بعد بھی کیونکہ

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء

اللہ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا۔

اس حدیثِ پاک سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ کوئی یہ عقیدہ ہرگز نہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرمانے کے بعد نعوذ باللہ ختم ہو گئے۔ انبیاء کے جسم کو مٹی ہرگز نہیں کھاتی۔ انبیاء کی وفات ظاہری ہوتی ہے اور انبیاء پر ایک آن کیلئے موت طاری ہوتی ہے۔ انبیاء انتقال کے بعد دوبارہ زندہ کر دیئے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی قبر میں زندہ ہونا اور اپنی اُمت کے احوال کی خبر رکھنا قوی دلائل سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروزِ جمعہ ہر اُمتی کا دُرود خود سنتے ہیں

جس سے یہ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے دُور ونزدیک سب یکساں ہیں۔ حضور کا کوئی بھی امتی خواہ روضہ رسول پر ہو یا دُنیا کے کسی اور حصے میں جب کبھی بھی حضور کو یارسول اللہ کہہ کر پکارے گا تو حضور خود اس کی آواز سنیں گے اور اپنے غمزدہ امتی کی فریادرسی کریں گے۔

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ سے دُور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے دُرودوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اوران کو پہچانتے ہیں۔ (دلائل الخیرات، ص۳۲)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی یہ واضح ہوا کہ آپکا اُمتی آپ کے نزدیک ہو یا دُور' مشرق میں ہو یا مغرب میں' شمال میں ہو یا جنوب میں' عرب میں ہو یا عجم میں' پاکستان میں ہو یا افغانستان میں' ایران میں ہو یا سوڈان میں' امریکہ میں ہو یا افریقہ میں' آبادی میں ہو یا وِیرانے میں' صحرا میں ہو یا سمندر میں' پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا گہری غاروں میں آپ ان سب کا دُرود خود سنتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنے قافلے کے ہمراہ وادی نمل سے گزر ہوا تو کئی میل دُور چیونٹیوں کی ملکہ نے چونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں داخل ہوجاؤ حضرت سلیمان علیہ السلام اوران کے لشکری یہاں سے گزرنے والے ہیں کہیں وہ بے خیالی میں تمہیں کچل نہ ڈالیں۔ (پ۱۹۔سورۂ نمل)

حضرت سلیمان علیہ السلام کئی میل کے فاصلے پر تھے اور آپ نے چیونٹی کی آواز کو سن لیا۔ ذرا غور کیجئے! جب سلیمان علیہ السلام ایک حقیر چیونٹی کی آواز کئی میل کی دُور پر سن سکتے ہیں تو کیا امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اُمتیوں کی صدا نہیں سن سکتے؟ یقیناً سن سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کسی کو قریب سے پکارنا جائز ہے دُور سے پکارنا جائز نہیں۔ کیونکہ دُور سے پکار سننا مخلوق کی صفت نہیں بلکہ اللہ کی صفت ہے لہٰذا جو کوئی کسی غیر خدا کو دُور سے پکارے گا وہ مشرک ہے۔

مسلمانو! ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ حدود و قیود سے پاک ہے اور ہر انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ اللہ کو اپنے سے دور سمجھنا کھلی گمراہی اور بے دینی ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب پیغمبر کو بھی یہ کمال عطا کیا ہے کہ آپ بھی بعطائے الٰہی ہر انسان کے قریب ہیں۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (پ۲۱۔ع۱۷)

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے 'اولیٰ' کا ترجمہ قریب تر لکھا ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے تحذیر الناس، ص۱۴)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

انا اولیٰ بکل مومن من نفسہ (نسائی شریف، ج ا ص ۲۷۹)

میں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مومن کے قریب بلکہ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے دور و نزدیک سب یکساں ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر اور موجود ہیں اور ہر شے آپ کے پیش نظر ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو دور سے نہ پکارو، ان کا یہ عقیدہ غلط ہے کیونکہ اللہ کے رسول ہر انسان کی جان سے زیادہ قریب ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سے دور سمجھنا گمراہی ہے۔ اللہ جس طرح ہر مومن کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اسی طرح اللہ نے اپنے محبوب پیغمبر کو بھی یہ اعلیٰ کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ بھی ہر انسان کے قریب ہیں۔

مسلمانو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر، موجود اور مومنوں کے قریب تر ہونا کوئی ایسا پیچیدہ مسئلہ نہیں جسے سمجھنا مشکل ہو۔ بعض حضرات نے اس حاضر و ناظر کے مسئلہ کو بلا وجہ اُلجھا کر رکھ دیا ہے۔ آیئے اس اہم مسئلہ پر بھی ذرا غور کر لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

قد جاءکم من اللہ نور (سورۂ مائدہ)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔

یہاں نور سے مراد حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ (ملاحظہ کیجئے تفسیر ابن عباس، تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر اور تفسیر خازن)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

اول ما خلق اللہ نوری کل خلائق من نور وانا من نور اللہ

سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا میرے نور سے سارے عالم کو پیدا فرمایا اور میں اللہ کے نور سے ہوں۔

(تفسیر نیشاپوری، تفسیر روح البیان، زرقانی، مدارج النبوۃ وغیرہ)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور تخلیق فرمایا۔ چنانچہ دیوبندی مکتبہ فکر کے مفتی دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور فرمایا ہے اور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے امداد السلوک، ص ۸۵)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے، یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا کہ ہمارے حضور سرتا پا نور ہی نور تھے۔ (ملاحظہ کیجئے شکر النعمہ، ص ۴۰)

مولوی عابد میاں دیوبندی لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم نورانی تھا جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمدورفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (ملاحظہ کیجئے رحمۃ اللعالمین، ص ۳۵ مطبوعہ دہلی)

ان تمام حقائق سے یہ معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اصل نور ہے۔ آپ لباس بشری میں تشریف لائے۔ ساری کائنات حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق کی گئی لہٰذا حضور اپنی نورانیت اور روحانیت کے سبب کائنات کے ذرّے ذرّے میں حاضر موجود اور ہر شے کے قریب تر ہیں۔ آپ اپنے نورِ نبوت سے کائنات کے ذرے ذرے کے ناظر یعنی دیکھنے والے ہیں۔ کائنات کے ذرے ذرے میں آپ کی اصل یعنی نورانیت جاری وساری ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، التحیات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) موجودات کے ذرہ ذرہ میں سرائیت کیئے ہوئے ہے اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے اشعۃ اللمعات، ج ا ص ۴۳۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرو اور دُرود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ حیات میں تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت وحیا سے رہو اور جان لو کہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے اور سنتے ہیں تمہارے کلام کو۔ (ملاحظہ کیجئے مدارج النبوت)

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، انبیاء کرام جسمانی وظاہری طور پر بشر ہیں اور ان کے باطن اور روحانی قوتیں فرشتوں والی ہیں اسی لئے وہ زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے نسیم الریاض، ج ۳ ص ۵۴۵)

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری میں ستر مرتبہ دیکھا۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں جنتی ہوں؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ (ملاحظہ کیجئے الیواقیت والجواہر، ج ا ص ۱۳۳)

حضرت علامہ قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو یا نبی اللہ آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔ (شفاء شریف، ج ۲ ص ۱۲۳)

غیر مقلد اہل حدیث وہابیوں کا مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتا ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں خصوصاً عبادات اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں۔ یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے تمام موجودات کے ذرّوں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں نمازیوں کے وجود میں موجود ہیں اور حاضر ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے مسک الختام، ص ۲۵۹)

مسلمانو! ان تمام حقائق سے معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی نورانیت و روحانیت کے سبب مشرق و مغرب بلکہ کائنات کے ذرے ذرے میں اور ہر جگہ موجود ہیں۔

آپ چونکہ لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے آپ کا جسم بشری ایک ہی ہے۔ لہٰذا اس جسم بشری میں ہر جگہ حاضر، موجود، قریب اور ناظر ہونے کے مسلمان دعویدار نہیں ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار اور کمال عطا فرمایا ہے کہ آپ بعدِ وصال بھی جسم بشری کے ساتھ جہاں چاہیں، آئیں اور ایک ہی وقت میں جتنی جگہ چاہیں تشریف لے جائیں۔ اس کے علاوہ آپ اپنی روحانیت اور نورانیت کے سبب کائنات کے ذرے ذرے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں جس کا ثبوت قرآن مجید کی آیات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

ویکون الرسول علیکم شھیدا (بقرہ:۱۴۳)

اور یہ رسول تمہارے گواہ ہیں۔

ذرا بتایئے گواہ کسے کہتے ہیں؟ کیا ایسا شخص گواہ ہوسکتا ہے جو نہ موقع پر موجود ہو، نہ واقعات کو دیکھنے والا ہو، نہ اس کی حقیقت کو سمجھنے والا ہو۔ گواہ وہی ہوگا جو وہاں موجود ہو۔ واقعہ کا مشاہدہ کرنے والا اور سننے والا ہو۔ حضور کو چونکہ مذکورہ آیت میں گواہ کہا گیا ہے لہٰذا آپ اُمت کے تمام حالات و واقعات کو دیکھنے والے، سننے والے، مشاہدہ کرنے والے اور حاضر اور موجود ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اُٹھا دیئے ہیں پس جو دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ (ملاحظہ کیجئے مواہب، ج ۲ ص ۱۹۲، زرقانی، ج ۷ ص ۲۰۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ آپ کے پیش نظر ہے اور دنیا کی ہر چیز آپ اپنی آنکھوں سے اس طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی۔ آپ کیلئے دور و نزدیک سب یکساں ہے اور ہر شے کی آپ کو خبر ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

ان علمی بعد موتی کعلمی فی حیاتی (اخرج البیہقی فی حیات الانبیاء)

بے شک میرا علم بعدِ وفات بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔

اس حدیثِ پاک سے یہ واضح ہوا کہ وصال کے بعد بھی آپ کا علم ایسا ہی ہے جیسا ظاہری حیات میں تھا۔ کوئی ہرگز یہ نہ سمجھے کہ حضور کے انتقال کے بعد آپ کو کسی چیز کا علم نہیں آپ بعدِ وصال بھی ہر شے کا علم رکھتے ہیں۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر کی نفی میں بعض حضرات قرآن کی جو آیات استعمال کرتے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم یکفل مریم (سورۃ آل عمران:۴۴)

اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے:

وما کنت لدیھم اذ یختصمون (سورۃ آل عمران:۴۴)

اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی موسی الامر (سورۃ قصص:۴۴)

اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے:

وما کنت من الشھدین اور اس وقت تم حاضر نہ تھے۔ (سورۃ قصص:۴۴)

بعض حضرات ان آیات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے کی دلیل بتاتے ہیں اور کہتے ہیں اگر حضور حاضر و ناظر ہوتے تو ان آیات کے مطابق مذکورہ مقامات پر ضرور موجود ہوتے۔ یاد رکھئے! قرآن میں جن مقامات پر 'حضور موجود نہیں تھے' کا ذکر آیا ہے اس سے مراد جسم بشری ہے۔ آپ کا ان مقام پر نہ ہونا جسم بشری کے تحت تھا یہاں بشری جسم کی نفی ہے نورانیت کی نہیں۔ نورانی طور پر آپ ہر جگہ موجود اور دیکھنے والے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہ واضح ہے کہ حضور دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے بھی واقعات کو دیکھنے والے اور جاننے والے ہیں۔ جس کا اندازہ صرف ایک قرآنی واقعہ سے لگائیے۔

17 محرم کا واقعہ ہے حضور اکرم، خاتم النبین، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لباس بشری میں دنیا میں تشریف آوری میں بھی تقریباً باون دن باقی تھے کہ یمن کے گورنر ابرہہ ابن صبا نے خانہ کعبہ کو ڈھادینے کا منصوبہ بنالیا۔ وہ عیسائی مذہب کا ماننے والا تھا۔ خانہ کعبہ کی عظمت کو دیکھ کر اس کا دل آتش نمرود کی طرح حسد سے بھڑک اُٹھا۔ وہ ہاتھیوں کا ایک لشکر جرار لیکر کعبہ کو گرانے کیلئے چل دیا۔ اہل مکہ نے اس سے پہلے کبھی ہاتھی دیکھے نہیں تھے چنانچہ وہ ہاتھیوں اور ابرہہ کے لشر کو دیکھ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان کے چند افراد جن کی تعداد بارہ تھی مکہ میں موجود رہے۔ یہی وہ بارہ افراد پر مشتمل قبیلہ تھا جس کو خالق کائنات کی غیبی امداد پر یقین کامل تھا۔ ابرہہ کا لشکر مکہ سے تین میل دُور آکر ٹھہر چکا تھا۔ اس نے حالات کا جائزہ لیا۔ اس دوران ابرہہ کے لشکری حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹ پکڑ کر لے آئے۔ جب حضرت عبدالمطلب کو اس بات کی خبر ہوئی تو اللہ کی ذات پاک پر بھروسہ کرتے ہوئے تنہا ابرہہ کے لشکر میں پہنچ گئے اور پر وقار انداز میں ابرہہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تیرے لشکری میرے اونٹ لے آئے ہیں وہ مجھے واپس کیئے جائیں۔ ابرہہ نہ کہا تمہیں معلوم نہیں میں تمہاری قدیمی عبادت گاہ جسے تم کعبہ کہتے ہو کو گرانے آیا ہوں' تعجب کہ تمہیں کعبہ کی فکر نہیں اور اپنے اونٹوں کی فکر کرتے ہو۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ شاید تم کعبہ کو بچانے کی درخواست کروگے۔ ابرہہ کی یہ باتیں سن کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ رب تعالیٰ کا ہے مجھے میرے اونٹوں کی فکر ہے اور کعبہ کا محافظ اللہ ہے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر ابرہہ نے اونٹ واپس کر دیئے۔ حضرت عبدالمطلب نے گھر پہنچ کر یہ دعا مانگی اے ربّ کعبہ! اے چودہ طبق کی کائنات کے خالق تو سمیع و بصیر اور علیم و خبیر ہے تو اچھی طرح جانتا ہے کہ ایک دشمن کعبہ تیرے مقدس گھر کو صفحہ ہستی سے مٹادینے کی نیت سے آیا ہوا ہے۔ اے اللہ اس کا تحفظ فرما۔

صبح کا وقت ہے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ ایک پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں۔ دیکھا کہ ابرہہ کے لشکر میں ہلچل مچی ہوئی ہے اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ابرہہ ہاتھی پر سوار ہوا لشکری پیچھے ہو لئے بڑی شاہانہ ٹھاٹھ کے ساتھ لشکر نے کعبہ کی طرف رُخ کیا اور بڑی تیزی کے ساتھ ناپاک عزائم لے کر چل دیئے۔ حدودِ کعبہ میں داخل ہوئے۔ ابرہہ نے اپنے ہاتھی کو آگے بڑھانا چاہا کہ ایک ہی ٹکڑ میں کعبہ معظمہ کو گرادے۔ شانِ قدرت دیکھئے کہ ہاتھی خانہ کعبہ کی طرف چلتا ہی نہ تھا بلکہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ گیا اور کعبہ کی تعظیم میں جھک گیا۔ اسی طرح دیگر ہاتھیوں کا حال بھی یہی تھا کہ سب کے سب عظمتِ کعبہ کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔ ابرہہ آگ بگولا ہوگیا اور لشکریوں کو ہتھیار لے کر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ادھر وہ آگے بڑھے ادھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوئی ہزاروں ابابیل منہ میں کنکریاں لئے ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئیں اور ان پر کنکریوں کی بارش کر دی۔

اس ناگہانی آفت کو دیکھ کر ابرہہ کا لشکر بدحواس ہو کر بھاگنے لگا مگر کوئی بھی خداوند قدوس کے قہر سے نہ بچ سکا اور پورا لشکر تباہ ہوا۔

اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

الم ترکیف فعل ربك باصحاب الفیل ...... الخ (سورۂ فیل)

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے ربّ نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا۔ کیا ان کا داؤ تباہی میں نہ ڈالا اوران پر پرندوں ابابیلوں کی ٹکڑیاں بھیجیں کہ ان کو کنکر کے پتھروں سے مارتے تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی۔

مسلمانو! قرآن مجید کے اس سچے واقعہ پر غور فرمایئے۔ سورۂ فیل کا یہ واقعہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وِلادت سے تقریباً دو ماہ پہلے کا ہے۔ ابھی آپ پیدا بھی نہیں ہوئے مگر قرآن مجید اس حقیقت پر گواہ ہے کہ آپ نے اس واقعہ کو بھی دیکھا۔ آپ کا اس واقعہ کو دیکھنا بشری جسم کے تحت نہیں بلکہ نورانیت کے سبب ہے یعنی آپ اپنی ولادت سے پہلے نورِ نبوت سے اس حقیقت کو مشاہدہ فرمارہے ہیں۔

مسلمانو! ان حقائق سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ہر مومن کے قریب اور ہر شے کو دیکھنے والے یعنی حاضر اور ناظر ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سے دُور سمجھنا اور دُور سمجھ کر 'یارسول اللہ' نہ کہنا سراسر جہالت ہے۔ مدینہ منورہ ہم سے دُور ضرور ہے لیکن مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے دور نہیں۔ دور و نزدیک کا فرق ہمارے لئے ہے' حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہرگز نہیں۔ ہر حال میں یارسول اللہ پکارنا جائز اور قرآنی تعلیمات سے ہے اور سنئے۔

ہر مسلمان مرد وعورت بالغ و عاقل پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر مسلمان حالتِ نماز میں 'التحیات' پڑھتے وقت السلام علیك ایھا النبی پڑھتا ہے جس کے معنی ہیں 'اے نبی آپ پر سلام ہو' مسلمان چونکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ملک میں مسلمان پانچوں وقت نماز ادا کرتے ہیں اور ہر مسلمان حالتِ نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو السلام علیک ایھا النبی کہہ کر پکار رہا ہے اے نبی آپ پر سلام ہو، اے نبی آپ پر سلام ہو۔ ذرا سوچئے! اگر حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہنا شرک وکفر ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم عبادت میں ایھا النبی کا لفظ کہہ کر نبی کو پکارنے کا حکم دیتا؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا دور و نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ونادی اصحب الجنة اصحب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا
حق فهل وجدتم ما وعد ربکم حقا ط قالوا نعم (سورۂ اعراف:۴۴)

اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے ربّ نے کیا تھا
تو کیا تم نے بھی پایا جو ہمارے ربّ نے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا وہ بولے ہاں۔

مسلمانو! غور فرمایئے جنتی جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنت سے اہلِ دوزخ کو پکار رہے ہیں۔ جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے اور جنت سے دوزخ کا عظیم مسافت کا فاصلہ ہے۔ اس قدر طویل فاصلے کے باوجود جنتی دوزخیوں کو پکاریں گے۔ اگر دور سے پکارنا شرک ہے تو پھر پکارنے والے کیلئے جنت کیسی؟ کیا مشرک جنتی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا دُور سے غیر خدا کو پکارنا جائز بلکہ جنتیوں کا طریقہ ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا نہیں دیتی مگر اس کی بیوی۔ جنت کی حوریں اس کو کہتی ہیں کہ اس کو تکلیف نہ دے اللہ تجھ کو ہلاک کرے۔ یہ شخص تو چند روز کیلئے تیرے پاس مہمان ہے بہت جلدی تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ (مشکوٰۃ)

مسلمانو! غور کرو جب کوئی عورت اپنے شوہر سے بدزبانی کرتی ہے اور اس کا دل دُکھاتی ہے تو جنت کی حور اس کی بدزبانی پر اس کیلئے بددعا کرتی ہے اور کہتی ہے اے عورت! اس کا دل نہ دکھا یہ تو تیرا دُنیوی شوہر ہے حقیقت میں میرا شوہر ہے۔ ذرا بتایئے جب ایک خدمت گزار حور کی سماعت کا یہ عالم ہے تو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سماعت کا کیا عالم ہوگا۔ اگر دور سے پکارنا شرک مان لیا جائے تو اس جنتی حور کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا جائے تو جنت سے اس عورت کیلئے پکار پکار کر بددعا کررہی ہے۔ کیا وہ مشرکہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ اور سنئے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جہاد کیلئے نہاوند روانہ کیا اس لشکر کا افسر حضرت ساریہ کو مقرر فرمادیا۔ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ دے رہے ہیں۔ اچانک باآواز بلند پکارنے لگے یا سارية الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھ۔ پھر اس لشکر کا ایک قاصد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! جب ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اس نے ہمیں شکست دی۔ اتنے میں ایک آواز آئی یا سارية الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف دھیان کر۔ چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف رُخ کیا اور اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست فاش دی۔ (تاریخ الخلفاء از امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ذرا غور فرمایئے! نہاوند مدینہ منورہ سے ایک روایت کے مطابق چودہ سو میل کے فاصلے پر تھا۔ مگر اللہ کے نیک بندوں کی بصارت اور سماعت کا اندازہ لگایئے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہوں کے سامنے پورا میدانِ جنگ تھا اور آپ اس جنگ کو مدینہ میں کھڑے ہوکر ملاحظہ کررہے تھے۔ جب مسلمانوں کو شکست ہونے لگی تو آپ نے چودہ سو میل کے فاصلے سے اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارا۔ ذرا سوچئے! جب ایک اُمتی کی بصارت و سماعت کا یہ مقام ہے تو اس نبی کی سماعت اور بصارت کا کیا عالم ہوگا کہ جو ساری کائنات کے رسول ہیں۔ ذرا یہ بھی سوچئے اگر دور سے غیر خدا کو پکارنا شرک ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابی حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارتے؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا غیر خدا کو دُور سے پکارنا جائز اور سنتِ صحابہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے ایک اسلامی لشکر سرزمین روم پر جہاد کیلئے روانہ کردیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں بھرے دربار میں دو مرتبہ بلند آواز سے فرمایا یا لبیکاہ یا لبیکاہ میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔ مدینہ کے لوگ بڑے حیران ہوئے کہ امیر المؤمنین کس فریادی کو پکار کر جواب دے رہے ہیں۔ کچھ دِنوں کے بعد جب اسلامی لشکر مدینہ واپس آیا تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سپہ سالار سے کہا کہ یہ بتاؤ جس مجاہد کو تم نے زبردستی دریا میں اُتارا تھا اس نے یا عمر کیوں پکارا تھا؟ سپہ سالار تھر تھر کانپنے لگا اور عرض کرنے لگا یا امیر المؤمنین! میں نے اپنی فوج کو دریا کے پار لے جانا تھا۔ دریا کے پانی کی گہرائی کا اندازہ لگانے کیلئے اس کو دریا میں اُترنے کا حکم دیا چونکہ سردی کا موسم تھا، ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں چنانچہ اس کو ٹھنڈ لگ گئی۔ اس موقع پر اس نے دو مرتبہ آپ کو نام لے کر پکارا۔ یا عمرُ یا عمر۔ پھر اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کرگئی۔ خدا گواہ ہے میں نے اسے ہلاک کرنے کیلئے ہرگز دریا میں نہیں اُتارا۔ جب مدینہ والوں نے سپہ سالار کی زبانی یہ واقعہ سنا تو ان کی سمجھ میں آیا کہ امیر المؤمنین نے دو مرتبہ لبیکاہ لبیکاہ کیوں پکارا۔ جو دراصل اس مجاہد کی فریاد کا جواب تھا۔ (ازالۃ الخلفاء)

اس واقعہ میں بھی دور سے غیر خدا کو پکارنے کا ثبوت موجود ہے۔

آپ نے غور فرمایا کہ جو اللہ کے نیک اور مقرب بندے ہوتے ہیں وہ دُور کی باتیں سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں۔ ان سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہوتی۔ آخر انہیں یہ مقام و مرتبہ کیونکر ملا۔ انکی آنکھوں کی بصارت اور کانوں کی سماعت ہم جیسی کیوں نہیں! اس حقیقت کو جاننے کیلئے اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان سن لیجئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ پھر میں جب اپنے بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی میں آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہوں اور اس کے میں ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے میں پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور وہ اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو میں ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں۔ (حدیث قدسی بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ص۱۹۱)

اس حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ جو میرا نیک اور محبوب بندہ ہوتا ہے میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں میں اپنی قدرت کی ایسی جلوہ گری ڈال دیتا ہوں کہ بظاہر کان تو اس کے ہوتے ہیں لیکن جلوہ گری میری ہوتی ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ آنکھ بظاہر اس کی ہوتی ہے لیکن اس میں جلوہ گری میری ہوتی ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہاتھ بظاہر میرے محبوب کے ہوتے ہیں لیکن وہ ہاتھ میری قدرت کا مظہر ہوتے ہیں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ پاؤں بظاہر اس محبوب بندے کے ہوتے ہیں مگر اس میں خدائی توانائی میری ہوتی ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کے اعضاء بدن آنکھ، ناک، کان، ہاتھ اور پاؤں میں اپنی قدرت کی ایسی جلوہ گری عطا کردیتا ہے کہ پھر کائنات کی ہر شے انکی محتاج اور کائنات پر ان کا مکمل تصرف ہوتا ہے۔ ان کا دیکھنا، سننا، ان کا چلنا اور ان کا پکڑنا منجانب اللہ ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے! جب ایک عام محبوب بندے کی آنکھوں کی بصارت و سماعت میں اللہ کی جلوہ گری کا یہ عالم ہو تو محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بصارت وسماعت کا کیا عالم ہوگا! کیا کوئی انسان حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بصارت وسماعت کا احاطہ کرسکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

مسلمانو! غیر خدا کو دُور سے پکارنا حرام وشرک نہیں یہ تو وہ حقیقت ہے جسے دیو بند مکتبہ فکر کے رہنما بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی بارگاہِ رسالت میں اس طرح پکارتے ہیں ؎

پھنسا کر اپنے دامن عشق میں امداد عاجز کو | بس اب قید دو عالم سے چھڑا دو یا رسول اللہ

حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے مذکورہ بالا شعر پر غور فرمایئے کہ کس طرح 'یارسول اللہ' کی صدا بلند کر رہے ہیں۔ حاجی امداداللہ مہاجر مکی جو مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بندی، مولوی رشید احمد گنگوہی مفتی دیو بند، مولوی اشرف علی تھانوی دیو بند، مولوی محمود الحسن صدر مدرس مدرسہ دیو بند کے رہنما اور پیر ہیں۔ جو سر زمین ہند پر رہتے ہوئے ہزاروں میل کی دُوری سے یارسول اللہ پکار رہے ہیں ذرا سوچئے اگر دُور سے غیر خدا کو پکارنا شرک ہوتا تو دیو بندیوں کے سرخیل رہنما حاجی امداداللہ مہاجر مکی یہ شرک کرتے؟ ہر گز نہیں۔ معلوم ہوا کہ دور سے غیر خدا کو پکارنا جائز ہے۔

پیارے مسلمانو! قرآن مجید میں بعض آیات ایسی ہیں جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع بھی کیا گیا ہے۔ بدنصیبی سے بعض لوگ بڑی شدومد کے ساتھ علم سے ناآشنا مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے یہ آیات پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے:

ان المسجد للّٰه فلا تدعوا مع اللّٰه احدا (سورۂ جن:۱۸)

مسجد اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

ایک اور جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

و من اضل ممن یدعوا من دون اللّٰه (سورۂ احقاف:۵)

اوران سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے (پکارے)۔

پچھلی آیات میں غیرِ خدا کو پکارنے کا ثبوت موجود ہے مگر ان دو آیات میں کسی غیرِ خدا کو پکارنے سے منع کیا ہے آخر کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے جن آیات میں غیر خدا کو پکارنے سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد ہے کہ ان کو معبود سمجھ کر، ربّ سمجھ کر نہ پکارو۔ مذکورہ دونوں آیات کفارِ مکہ کی مذمت میں نازِل ہوئیں کیونکہ کفارِ مکہ تین سو ساٹھ بتوں کو اپنا خدا سمجھ کر پکارتے اوران کی عبادت کرتے تھے۔ بت پرستوں کی اس پکار و عبادت کی قرآن مجید میں جگہ جگہ مذمت فرمائی گئی ہے اور قرآن مجید میں ان بتوں کو مردہ، بہرہ اور عاجز و لاچار کہا گیا ہے۔ دنیا میں آج تک کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کسی بت کو پوجتا ہو یا اس کو پکارتا ہو۔ ہاں جو پکار کسی کو بغیر خدا سمجھے پکاری جائے یا انہیں اللہ کی مخلوق اور اللہ کا محبوب و مقرب سمجھ کر پکارا جائے تو ایسا پکارنا بالکل جائز ہے جس طرح عام طور پر مسلمان یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)، یا صدیق، یا عمر، یا عثمان، یا علی اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ صدا ان مقدس ہستیوں کو خدا سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کے محبوب و مقرب سمجھ کر کی جاتی ہے جو بالکل جائز اور منشائے الٰہی کے عین مطابق ہے۔

معلوم ہوا کہ ان آیات سے اولیاء اور انبیاء کرام کو پکارنے کی نفی نہیں ہوتی بلکہ جو کسی کو اپنا رب سمجھ کر پکارے گا اس نظریے کی نفی ہے اور کسی مسلمان کا یہ نظریہ نہیں۔

قرآن وحدیث اور دیگر چمکتے ہوئے حقائق سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو 'یا' کے ساتھ پکارنا جائز اور منشائے الٰہی ہے جو ہرگز شرک و کفر نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غمزدہ اُمتی کی فریاد سنتے ہیں اور جو حضرات اسے کفر و شرک سمجھتے ہیں وہ بارگاہِ رسالت میں گستاخی کے مرتکب ہیں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس پر مطلع ہو کر اس کے کفر اور عذاب کا مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ملاحظہ کیجئے شفاء شریف)

یاد رکھئے! حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام جس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں کیا کرتے تھے، اسی طرح آپ کا ادب و احترام آپ کے وِصال کے بعد بھی اُمت پر لازم ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جن کے عقائد قرآنی آیات کی روشنی میں ہوں گے، وہی لوگ بروزِ محشر نجات یافتہ ہوں گے اور جن کے عقائد آج کل کے مولویوں کی من گھڑت تفاسیر کو پڑھ کر قرآنی آیات کے خلاف ہوں گے وہ گمراہ بے دین اور جہنمی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ و توقروہ (سورۂ فتح)

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

اس آیتِ مقدسہ میں بھی یہ واضح کر دیا گیا ہے اے مومنو! حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہمیشہ ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم دین کے اور بہت سے کام کرتے رہو لیکن بارگاہِ نبوت کے آداب کو فراموش کر دو۔ جس طرح دین کی خدمت کرنا، اسلام کی بقاء کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دینا تمہارے لئے ضروری ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم بھی تمہارے لئے انتہائی ضروری ہے اس آیت سے بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر، ادب و احترام کی اہمیت کا پتا چلا کہ آپ کی تعظیم دین اسلام کا مقصدِ اوّلین ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے محبت کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ (سورۂ عمران:۳۱)

اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! آپ فرمادیجئے کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو
تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اس آیتِ کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کا محبوب بننے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِطاعت اور فرمانبرداری۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں جن پر عمل کر کے ہم اللہ کے محبوب بن سکتے ہیں۔ آج کے اس دور میں بعض منکرِ حدیث ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو احادیث کو بھی نعوذ باللہ نہیں مانتے جن کا کہنا ہے کہ ہمارے لئے صرف قرآن کافی ہے۔ ذرا سوچئے! اگر قرآن پر عمل کرنا صرف کافی ہوتا تو مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا اے لوگو! میرے قرآن پر عمل کرو میرے رسول کی اتباع نہ کرو۔ لیکن ایسا ارشاد نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا

میرے محبوب کی فرمانبرداری اور حکم کی بجا آوری کرو اسی میں تمہارے ربّ کی رضا ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث کا ماننا ضروریاتِ ایمان میں سے ہے اور حدیث کے مانے بغیر کوئی قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

پس اے مسلمانو! اپنی آخرت کی بہتری چاہتے ہو تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و احترام کا مکمل خیال کرو۔ جب ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو انتہائی آہستہ اور پست آواز کے ساتھ عرض کرو۔ کلماتِ آداب ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ خدانخواستہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہارے اعمالِ صالحہ، نماز، روزے، حج، زکوٰۃ، تبلیغ و جہاد سب کے سب پیوند خاک کر دیئے جائیں گے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔

مسلمانو! قرآن وحدیث کی روشنی میں چمکتے ہوئے حقائق آپ پر واضح ہو چکے ہیں اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محبوبانِ خدا کو 'یا' کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ بالخصوص حضور سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا رحمۃ اللعالمین، یا خاتم النبین، یا دیگر ندایہ الفاظ میں پکارنا قرآنی تعلیمات میں سے ہے جس کا انکار کرنا سراسر گمراہی اور بے دینی ہے۔

مسلمانو! ان چمکتے ہوئے حقائق کی روشنی میں ہونا تو یہ چاہئے تھا اُمتِ مسلمہ 'یارسول اللہ' کہنے پر متفق نظر آتی۔ مگر آہ اس قدر واضح اور شفاف دلائل کے باوجود اسلام دشمن قوتوں نے اُمتِ مسلمہ کو گمراہ کرنے کیلئے 'یارسول اللہ' کہنے کی مخالفت شروع کر دی اور سیدھے سادھے علم سے نا آشنا مسلمانوں کو یہ کہا جانے لگا کہ یارسول اللہ مت کہو کیونکہ 'یا' اللہ کی صفت میں شریک کرنا ہے جو کھلا شرک ہے۔ لہٰذا یارسول اللہ نہ کہا جائے اس طرح سیدھے سادھے مسلمان اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں کا شکار ہو گئے۔

آخر ایسا کیوں ہوا؟ اسلام کے نام لیواؤں کو 'یارسول اللہ' کہنے کا منکر کیوں بنایا گیا؟ **مسلمانو!** یہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے کہ جس سے دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان بے خبر ہیں۔ آج اگر مسلمان اپنے دین سے محبت کرتے، اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے، علماء حق کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھتے تو اسلام دشمن قوتیں اپنے ناپاک مشن میں کامیاب نہ ہوتیں۔ اے بے خبر مسلمانو! باخبر ہو جاؤ! آج تمہاری غفلت نے یہ دن دکھائے کہ تمہارا دین اسلام دشمن قوتیں مٹا دینا چاہتی ہیں۔ خوابِ غفلت سے بیدار ہو جایئے اور اسلام دشمن قوتوں کی سازش کو سمجھ لیجئے۔ چند تلخ حقائق اور پڑھئے اور اپنے اور پرائے کی پہچان کیجئے۔

مسلمانو! اسلام دشمن یہود و نصاریٰ کی روزِ اوّل ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نکال دی جائے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جس دن محبت کا یہ رشتہ ختم ہو گیا تو اس دن ان کا ایمانی جذبہ بھی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ اسلام دشمن قوتوں نے ابتداء ہی سے یہ سازش کی کہ کچھ ایسے جعلی اور بناوٹی نبی تیار کیے جائیں جو اپنی محبت کا سکہ مسلمانوں کے دِلوں میں بٹھا دیں اور بھولے بھالے مسلمان حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ان کو اپنا پیشوا مان لیں تاکہ یہ حقیقی اسلام کئی بناوٹی اسلاموں میں بٹ جائے اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے۔

مسلمانو! اس ناپاک سازش کی ابتداء حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وِصال کے بعد امیر المؤمنین سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی اور سب سے پہلے نجد کے رہنے والے مسلیمہ کذاب نجدی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد میں نبی ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے خلاف جہاد فرمایا۔ مسلیمہ کذاب کے ماننے والوں کی تعداد اسلامی لشکر سے بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ لشکر اسلام کے پاؤں اُکھڑنے لگے۔ مسلیمہ کذاب جو بظاہر اللہ کو مانتا تھا اس کی فوج نعرہ تکبیر بلند کرتی اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوتی۔ اختلاف چونکہ ختمِ نبوت کا تھا لہٰذا مسلمان اس نازک وقت میں امتیاز پیدا کر کے 'یارسول اللہ مدد' 'یا محمداہ' کا نعرہ بلند کرتے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی لشکر میں ایک ولولہ پیدا ہوا اور مسلمانوں کو عظیم الشان فتح ہوئی۔ نبوت کا مدعی مسلیمہ کذاب مسلمانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔

(ملاحظہ کیجئے البدایہ والنہایہ، خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام)

غور کیجئے! اس جہاد میں مسلمانوں کا نعرہ 'یا محمدؐ' تھا جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ ایمان تھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدِ وصال بھی ہماری اس پکار کو سنتے ہیں اور اپنے اُمتیوں کی مدد بھی فرماتے ہیں۔ اس واقعہ میں اسلام دشمن قوتوں کی پہلی سازش کو بیان کیا گیا ہے جو پیغمبر اسلام کے خلاف ہوئی تاکہ علم سے ناآشنا مسلمان ایک جھوٹے نبی کے دام فریب میں مبتلا ہو جائیں۔ سازشوں کا یہ جال مختلف ادوار میں بھی بنتا رہا اور یہ کوشش کی گئی کہ کسی طرح سے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ عشق رسول ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف دور میں یہود و نصاریٰ ایسے خود ساختہ لوگوں کو منظرِ عام پر لاتے رہے جنہوں نے ان کے منصوبوں کو مزید آگے بڑھایا۔ مسلیمہ کذاب کا تعلق چونکہ نجد سے تھا اور نجد وہ دھرتی ہے جس کیلئے حضور نے ایک موقع پر نفرت کا اظہار فرمایا۔ نجد کا موجودہ نام ریاض ہے جو سعودی عرب میں واقع ہے۔ صدیاں گزرنے کے بعد اسی شہر نجد میں ایک شخص ۱۷۰۳ء میں پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد بن عبدالوہاب تھا جو یہود و نصاریٰ کی سازشوں کی بھینٹ چڑھا۔ محمد بن عبدالوہاب نے نبوت کا دعویٰ تو نہ کیا البتہ اس نے شانِ رسالت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ تابڑ توڑ گستاخانہ حملے کیے کہ جس نے ایک ایسے جنونی اور گستاخ گروہ کو جنم دیا جو حضور کی گستاخی کو عین عبادت سمجھتا۔ اس بدبخت نے یہودی منصوبے کو کس حد تک کامیاب بنایا۔ مسلمانوں کے دِلوں سے عظمتِ رسول ختم کرنے کیلئے کیا کیا سازشیں کیں اس کا اندازہ اس کی تحریر کردہ کتابوں سے آج بھی لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کی معلومات کیلئے اس کے چند گستاخانہ جملے نیچے تحریر کیے جا رہے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روضے کی زیارت کرنا شرک ہے۔ (نعوذ باللہ) (ملاحظہ کیجئے التوحید، ص ۱۲۴)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے اگر میں اس پر قادر ہوا تو گرا دوں گا۔ (نعوذ باللہ) (اوضح البراہین)

☆ میری لاٹھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بہتر ہے۔ (نعوذ باللہ) (ملاحظہ کیجئے اوضح البراہین، ص ۱۰)

☆ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود و سلام پڑھنا زانیہ سے گھر میں چنگ و رباب سننے کے گناہ سے زیادہ بدتر گناہ ہے۔ (ص ۱۰)

☆ جس نے یا رسول اللہ کہا وہ سب سے بڑا مشرک ہے اس کا قتل حلال ہے اس کا مال لوٹنا جائز ہے۔ (کتاب العقائد، ص ۱۱)

محترم مسلمانو! نجد میں پیدا ہونے والے اس نجدی شیخ نے اسلام دشمن قوتوں کے کہنے پر مسلمانوں کا شیرازہ کچھ اس خوبصورتی سے بکھیرا کہ اس کے پیروکار اس باطل مشن کو لے کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ ۱۸۲۲ء میں ایک زرخرید مولوی سید احمد بریلوی نے سرزمین ہندو پاک پٹنہ میں اس ناپاک مشن کی بنیاد رکھی۔ (ملاحظہ کیجئے ایک سو ایک برگزیدہ مسلمان، ج ۲ ص ۲۳۵)

اس وقت انگریز حکمران تھا۔ اس نے فاقہ کش مسلمانوں کے دِلوں سے روح محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نکالنے کیلئے اس گروہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ انگریز حکومت نے عظمتِ مصطفےٰ پارہ پارہ کرنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو موضوع بحث بنایا چنانچہ انگریز حکومت نے ایک زبردست سازش تیار کرلی وہ سازش یہ تھی کہ جس مشن کا آغاز ابتدائے اسلام میں مسلیمہ کذاب نے کیا تھا اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے منصوبے کو آخری شکل دی جائے چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا قلبی تعلق ختم کرنے کیلئے ایک بناوٹی نبی کیلئے راہیں ہموار کی جانے لگیں۔ اس پر باقاعدہ عمل شروع ہوا۔ زرخرید مولوی خود ساختہ نبی کو منظر عام پر لانے کیلئے سرگرم ہوگئے اور سیدھے سادھے مسلمانوں کے ذہن تیار کئے جانے لگے اور یہ کام اس قدر تیزی سے ہونے لگا کہ ایک ہی دور میں کئی ایسی کتابیں مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچادی گئیں جن میں یہ واضح کردیا گیا کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور دوسرا نبی آسکتا ہے۔ یہ وہ تلخ حقیقت ہے جس سے آج کروڑوں مسلمان بے خبر ہیں۔ آیئے اس حقیقت کو بھی جانیں۔ اس حقیقت کا مشاہدہ بھی اپنی آنکھوں سے کیجئے اور ان عبارات کو پڑھئے جن میں بناوٹی نبی کو منظر عام پر لانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

انگریزی دورِ حکومت میں چھپنے والی کتابوں کی عبارت کا مشاہدہ کیجئے جو چند سالوں کے فرق سے ایک ہی دور میں ہندوستان میں لکھی گئیں۔

پہلی عبارت......اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک حکم 'کن' سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبرائیل اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے برابر پیدا کردے۔ (ملاحظہ کیجئے تقویۃ الایمان، ص ۲۶)

مسلمانو! ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا نبی کوئی نہ ہوسکا لیکن اگر آپ کے بعد آپ کے مثل کروڑوں نبی اور تسلیم کرلئے جائیں تو بتایئے خاتم النبیین پھر کون ہوگا؟ ہندوستان میں چھپنے والی یہ پہلی کتاب ہے جس نے نہ صرف پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی بلکہ کروڑوں نبی پیدا ہونے کا اشارہ کردیا۔ اس کتاب نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ شانِ رسالت میں بھرپور گستاخانہ حملے بھی کیے۔ مثلاً

☆ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان)

☆ اللہ کو مان اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ (تقویۃ الایمان)

☆ سب انبیاء و اولیاء اس (اللہ) کے روبرو ذرّہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

یعنی ذرّہ ناچیز کی تو کچھ نہ کچھ حیثیت ہے انبیاء کرام تو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (نعوذ باللہ)

☆ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

ہر مخلوق بڑا سے مراد ذات رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے مذکورہ بالا عبارت کا واضح مطلب یہ ہوا کہ بڑی مخلوق یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے یعنی چمار کی تو کچھ نہ کچھ حیثیت ہے ان کی تو حیثیت چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ (نعوذ باللہ)

☆ حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ) (تقویۃ الایمان)

اس عبارت میں واضح کیا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مٹی میں مل گئے لہٰذا اب مسلمانوں کا کوئی نبی نہیں لہٰذا دوسرا نبی آسکتا ہے۔

اس کتاب کی مزید اور بھی بہت سی گستاخانہ عبارات ہیں جن کو دیگر علماء نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اہل علم حضرات مذکورہ بالا چند عبارات ہی سے انگریزوں کی سازش کا اندازہ لگاسکتے ہیں اور سنئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین اور ہم نے تمہیں سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ (سورۂ انبیاء:۱۰۷)

مذکورہ آیت میں واضح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'رحمۃ اللعالمین' ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم بنائے اللہ نے آپ کو ان تمام عالم کیلئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا۔ اب قیامت تک کوئی دوسرا اس منصب پر نہیں آسکتا۔ مگر انگریزی حکومت میں چھپنے والی مشہور زمانہ کتاب کی ایک عبارت اور اپنی آنکھوں سے پڑھیے۔

عبارت...... لفظ رحمۃ اللعالمین کی صفت خاص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر انبیاء، اولیاء اور علماء بھی موجب رحمت عالم ہو سکتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے فتاویٰ رشیدیہ، ص ۴۰۰)

ہندوستان کی دھرتی پر لکھی گئی اس کتاب کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے کہ کتنے واضح اور دوٹوک لفظوں میں رحمۃ اللعالمین کی سند دیگر حضرات میں بھی تقسیم کی جارہی ہے۔

مسلمانو! ہر مسلمان مرد و عورت کا یہ ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نوعیت کا بھی کسی کو نبی تسلیم کرنا کھلا کفر ہے۔ ہماری تاریخ کا ایک ایک دن گواہ ہے کہ مسلمانوں نے روزِ اوّل سے اب تک کسی شخص کے دعویٔ نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دعویٔ نبوت کرنے والے ہر داعی کو کاذب، ملعون، کافر و مرتد قرار دیا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کسی نبوت کے دعویدار سے نبوت کا ثبوت طلب کرنا بھی خلاف اسلام ہے اس قدر واضح حقیقت کے باوجود آیئے اسی انگریز دور میں چھپنے والی ایک اور گمراہ کن کتاب کی عبارت اور ملاحظہ کیجئے اور خود اندازہ لگایئے کہ بناوٹی اور خود ساختہ نبی کو منظر عام پر لانے کیلئے کتنے کھلے الفاظوں میں وضاحت کی گئی ہے۔

پہلی عبارت...... عوام (جاہلوں) کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم (یعنی سمجھ دار) پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (ملاحظہ کیجئے تحذیر الناس)

اس عبارت میں واضح کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا عوام یعنی عام لوگوں کا خیال ہے اہل فہم یعنی سمجھداروں کا نہیں۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ مزید وضاحت کے ساتھ اس طرح واضح کیا گیا ہے۔

دوسری عبارت...... اگر بالفرض بعد زمانہ صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (یعنی آخری نبی ہونے) میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔ (ملاحظہ کیجئے تحذیر الناس، ص ۲۸)

مسلمانو! مذکورہ عبارت پر تھوڑی سی توجہ دینے سے یہ واضح ہو جائے گا کہ اس عبارت میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کے پیدا ہونے کو جائز مانا جا رہا ہے کہ حضور کے بعد کوئی دوسرا نبی پیدا ہو بھی جائے تو حضور کے خاتم النبین ہونے میں فرق نہیں آئے گا، نبی آسکتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اسی کتاب کی ایک گستاخانہ عبارت اور پڑھئے:۔

انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بعض اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے تحذیر الناس، ص ۵)

اس عبارت میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اُمتی کا عمل اپنے نبی کے عمل سے بڑھ جاتا ہے گویا نبی کا عمل کم اور اُمتی زیادہ عمل والا ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ) آخر میں ایک عبارت اور آپ کی معلومات میں اضافے کی غرض سے پیش کرتا ہوں اس عبارت میں منصب نبوت کی طرف کس طرح چھلانگ لگانے کی کوشش کی گئی ہے عبارت ملاحظہ کیجئے۔

ایک زرخرید مولوی اپنی شان بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کنتم خیر امة **کی تعبیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔** (ملاحظہ کیجئے ملفوظات الیاس، ص ۵۱)

اس عبارت میں قرآن مجید کی آیت کنتم خیر امة **کا سہارا اور خواب کی آڑ لے کر منصبِ نبوت کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ تم مثل انبیاء کے ظاہر کئے گئے ہو۔**

مسلمانو! یہ وہ چند عبارات ہیں جو ایک ہی وقت میں چند سالوں کے فرق سے لکھی گئیں اور ایک مصنوعی نبی کو ظاہر کرنے کی راہیں تیار کر لی گئیں انگریزوں نے ان کتابوں کی اشاعت میں دل کھول کر سرمایہ لگایا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کتابوں کو پڑھ کر ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور اس مصنوعی نبی کے ظاہر ہونے پر کسی قسم کی مداخلت کا سامنا نہ ہو۔ لہٰذا ان زرخرید مولویوں کی کتابوں نے یہ اثر دِکھایا کہ اس سے ایک قادیانی فتنہ کی راہیں ہموار ہوئیں اور یہ فتنہ اُبھر کر سامنے آگیا۔ انگریزی دورِ حکومت میں مرزا غلام احمد نامی ایک شخص جو قادیان ضلع گورداسپور انڈیا میں ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے پہلے مصلح، پھر مجدد، پھر مہدی موعود پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا آخر کار انگریز منصوبوں کی تکمیل کرتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے دعویٔ نبوت کرتے ہوئے کہا......**سن لو! اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔** (نعوذ باللہ) (ملاحظہ کیجئے اربعین نمبر ۴، ص ۱۷ مندرجہ روحانی خزائن، ج ۱۷، ص ۴۴۵، ۴۴۶)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی شان بیان کرتے ہوئے کہتا ہے، دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں یعنی خدا کا رسول، نبیوں کا پیر ہوں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے (نعوذ باللہ) (ملاحظہ کیجئے تمتہ حقیقۃ الوحی، ص ۸۴ از غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نام نہاد نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ اس طرح کہتا ہے، ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھ کو پہچانا، میں خدا کی سب راہوں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (ملاحظہ کیجئے کشتی نوح، ص ۵۶ از غلام احمد قادیانی)

قرآن مجید کی بعض آیات جو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئیں مرزا غلام احمد نے ان قرآنی آیات کو اپنے سے منسوب کیا۔ اس نے اپنا کلمہ ایجاد کیا۔

لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ (نعوذ باللہ)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں احمد (مرزا غلام احمد) اللہ کے رسول ہیں۔

قادیانیوں کا عبادت خانہ افریقہ میں موجود ہیں۔ جس پر قادیانیوں کا کلمہ احمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو انگریزوں نے اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کیا جس کا اندازہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک موقع پر کہا، خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ جیسا کہ یہ گورنمنٹ برطانیہ ہے سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گزاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کی پابند ہے۔ چنانچہ میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے بہت سی کتابیں، عربی، فارسی اور اُردو میں لکھی ہیں اور ان میں لکھ دیا ہے کہ مسلمان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی دل سے جہاد کا لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزارہا روپے خرچ سے طبع کرائی گئیں پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزارہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے وہ ایک ایسی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اسکی نظر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی وہ گورنمنٹ کیلئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔

(ملاحظہ کیجئے تحفہ قیصریہ، ص ۱۰ از غلام احمد قادیانی)

مذکورہ بیان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز حکومت سے وفاداری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے گویا قادیانی گورنمنٹ برطانیہ کیلئے ایک وفادار فوج ہے جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر انگریز حکمران وائسرائے ہند ہز ایکسیلنسی نے قادیانیوں کی جماعت سے کہا۔

یہ بات اطمینان کا موجب ہے کہ آپ میں سے بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اپنے لباس، اپنی وردی اور اپنے سینوں پر لگے تمغوں سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس وفاداری کو برقرار رکھنے کیلئے جو انہیں حضور ملک معظم (برطانوی شہنشاہ) سے ہے اپنی جانیں قربان کرنے کیلئے آئندہ بھی اسی طرح تیار ہوں گے جیسے کہ وہ پہلے تیار تھے۔ (ملاحظہ کیجئے ہز ایکسیلنسی لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند اخبار الفضل قادیان مورخہ ۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

مسلمانو! اس قادیانی دجال نے انگریزوں کی پشت پناہی میں جھوٹے نبی کا دعویٰ کیا اور اس قدر کفریات کہے کہ جسے قلمبند کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ ایک سچا مسلمان اوپر دیئے گئے ان چند خرافات اور کفریہ عقائد سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نام نہاد نبوت پر فائز ہونے کیلئے کس قدر عیاری اور مکاری سے کام لیا آج قادنیوں نے اپنے پیشوا اور اسلام دشمن ملک برطانیہ میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کر رکھا ہے اور اس ملک نے اسے پناہ دی ہوئی ہے۔ جہاں قادیانی اخبارات، رسائل، ریڈیو، ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ کے ذریعے اپنی مظلومیت کا دُکھڑا دنیا کے سامنے روتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اس طرح وہ اپنے عقیدے کا پرچار کرکے لاکھوں انسانوں کو اسلام کے نام پر قادیانی بنا چکے ہیں۔ قادیانیوں کو امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اسرائیل کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ قادیانی مذہب کا اولین مقصد یہی ہے کہ کسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسلمان فراموش کردیں۔ یارسول اللہ کا نعرہ جو دورِ صحابہ سے مسلمانوں کا شعار رہا ہے اس کا خاتمہ ہوجائے تاکہ مسلمانوں کا روحانی تعلق اپنے محبوب نبی سے ختم ہوجائے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کسی طرح نبی مان لیا جائے۔

مسلمانو! یاد رکھئے انسان لاکھ عبادت کرے، بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہو، لاکھ نماز، روزے، حج، زکوٰۃ کی پابندی کرے مگر یہ حقیقت ہے جس کا سینہ عشقِ رسول کی شمع سے روشن نہ ہوگا ان کی تمام عبادات اکارت کردی جائیں گی۔ عشقِ رسول کی یہ لو اس وقت تک دِلوں میں فروزاں نہیں ہوسکتی جب تک مقامِ رسول حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا نقش لوحِ دل پہ رقم نہ ہو۔ آپ کی ذات گرامی وجہ تخلیق کائنات ہے اگر آپ نہ ہوتے تو زمین و آسمان کچھ نہ ہوتا۔ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لولاك لما اظهرت الربوبية — اگر آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پیدا نہ کرتا تو میں اپنا رب ہونا ظاہر نہ کرتا۔

ایسی عظمت والے رسول کی جناب میں ایک مسلمان کیلئے جذبہ عشق رسول ہی وہ عقیدہ ہے جو دلوں میں محبت رسول کی آگ بھڑکا دیتا ہے۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد بھی اسی جذبہ عشق رسول کا تابع ہے اور اسلام دشمن قوتیں اسی جذبہ جہاد سے خوف زدہ ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی ابتداء ہی سے یہ کوشش رہی کہ کسی طرح مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول کی اس شمع کو بجھا دیا جائے جو صدیاں گزرنے کے باوجود اب تک مسلمانوں کے دلوں میں جل رہی ہے۔ ان کو یہ خوف ہے کہ اگر یہ شمع شعلہ بن کر بھڑک اُٹھی تو کہیں ان کے خرمن عیش و عشرت کو جلا کر راکھ کا ڈھیر نہ کردے۔ جذبہ عشق رسول کہیں ان غافل مسلمانوں کو بام عروج تک نہ پہنچادے۔ اسلام دشمن قوتیں یہ جانتی ہیں کہ محبتِ رسول ہی کا تو یہ کمال تھا جس نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور روئے زمین کی بڑی سے بڑی طاقت کو اپنے قدموں سے روند دیا۔

اے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فدائیو! اے شمع رسالت کے پروانو! اے اللہ اور اس کے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو! اب آپ پر حقیقت واضح ہو چکی لہٰذا اپنے ایمانوں کو مستحکم کرو۔ قادیانی سازشوں کو ملیا میٹ کر کے یہودیوں اور عیسائیوں کے مشن کو زمین بوس کردو۔ عقیدۂ ختم نبوت کو مستحکم کرنے کیلئے قادیانی فکر کے علمبردار اور جعلی مولویوں سے اپنا تعلق فوراً ختم کردو۔ ان حقائق کو جاننے کے بعد اپنے گھروں کے دروازوں پر 'یا اللہ عزّ وجل' 'یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' تحریر کرو۔ اپنی گاڑیوں اور دُکانوں پر یہ مقدس الفاظ لکھ کر فتنہ قادیانیت سے اپنی قلبی نفرت کا اظہار کرو۔

مسلمانو! آپ پر یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا رحمۃ اللعالمین کے القاب کے ساتھ پکارنا قرآنی تعلیمات میں سے ہے۔ اتنی واضح اور کھلی حقیقت کے باوجود اگر کوئی بدبخت اسے شرک و کفر قرار دیتا ہے تو وہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اعلانیہ گستاخی کرتا ہے۔ لہٰذا جو نبی کریم کا گستاخ ہے اس کی توبہ بارگاہِ خداوندی میں قبول نہیں ہوتی اور وہ اپنے باطل نظریہ کو حق مانتا ہے۔ لہٰذا کوئی مفتی ہو یا شیخ الحدیث، پروفیسر ہو یا مولانا جو کوئی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے گا ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات اور جہاد سب باطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے مولوی کی صحبت میں بیٹھنا یا اس کے پیچھے نماز پڑھنا، یا اس کی تعظیم کرنا، یا اس کی اخلاقی یا مالی مدد کرنا اللہ کے قہر و غضب کو دعوت دینا اور قادیانی مشن کو مضبوط کر کے اپنی آخرت کو برباد کر دینا ہے۔ جو حضرات اب تک گستاخانہ عقائد کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنے عقائد کی فوری اِصلاح کریں۔ بلا تاخیر سابقہ عقیدہ سے توبہ کریں اور اس بات کا عہد کریں کہ آئندہ گستاخانِ رسول کی مساجد میں ہرگز نماز نہیں پڑھیں گے اپنی اور اپنی اولاد کو بھی ان کی صحبت بد سے بچائیں گے۔

مسلمانو! آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک اُمتی نے اپنے نبی کی شان میں گستاخی کی تو اس غافل کا انجام کیا ہوا؟ آپ نے پڑھا کہ ایک بے جان شیر زِندہ ہوا اور اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ لہٰذا جو امام الانبیاء کی شان میں گستاخی کرے گا یا گستاخانہ عقائد کو حق مانے گا اس کا انجام بھی مرنے کے بعد انتہائی دردناک اور ہولناک ہوگا۔

مسلمانو! قادیانی اور عیسائی مشینری اس کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح ملتِ اسلامیہ کو غلط نظریات دے کر ان کے عقائد کو بدل دیا جائے اور آنے والی نسلوں کے دِلوں سے عشقِ رسول کی دولت نکال دی جائے۔ یہاں میں یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج سرزمین پاکستان میں بالخصوص اور دنیا کے مختلف ممالک میں بالعموم بعض نام نہاد اسلامی تنظیمیں میدانِ عمل میں آچکی ہیں جو کسی نہ کسی طرح قادیانی فکر کو بیدار کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں نے مسلمانوں کی بستیوں میں سینکڑوں اسکول و کالج اور دیگر ٹیکنیکل ادارے قائم کر لئے ہیں جہاں حصولِ علم کے طلب گار محض تعلیم کیلئے داخل ہوتے ہیں اور سند کیساتھ قادیانی فکر کو لے کر فارغ ہوتے ہیں۔ بعض تنظیمیں جہاد کے نام پر مسلمانوں کے جذبات اُبھار کر کشمیر لے جاتی ہیں جہاں انہیں پہلے عقائد کی تربیت دی جاتی ہے۔ جہاں سیدھے سادھے مسلمانوں کو قادیانی فکر کا علمبردار بنایا جاتا ہے اسی طرح مسلمان بستیوں میں ایسے دارالعلوم و مدارس بھی کھول دیئے گئے ہیں جہاں قرآنی تعلیم کے نام پر مسلمان بچوں کو داخل کیا جاتا ہے پھر بند کمروں میں ان کے عقائد کو آہستہ آہستہ بدل دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج حق و باطل کی پہچان کرنا عام مسلمان کیلئے بہت مشکل ہے۔ ان مشکل حالات میں مسلمانوں کو چاہئے کہ قادیانی لابی سے ہوشیار رہیں کیونکہ اسی کا یہ مشن ہے کہ مسلمانوں کو منطقی دلائل سے گمراہ کر دیا جائے اور ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی جائے کہ تمہارا نبی مرکر مٹی میں مل گیا (نعوذ باللہ) اُمت کو اب نئے نبی کی ضرورت ہے لہٰذا یارسول اللہ کہنا بند کر دیا جائے اور کسی نہ کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مان لیا جائے۔

یاد رکھئے! حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وہ انمول خزانہ ہے کہ جس کا نعم البدل کائنات کی ساری دولت بھی نہیں ہوسکتی۔

یہی وہ رائج الوقت خزانہ ہے جس میں آج تک کھوٹ نہیں جس کی قیمت کسی دور میں بھی نیچے نہیں گری۔ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انمول خزانہ ہزاروں برس کی نفلی عبادات اور نیکیوں کے بے شمار ذخیروں سے زیادہ قیمتی ہے اس انمول خزانے کی حفاظت مرتے دَم تک آپ نے کرنی ہے۔ آیئے گفتگو ختم کرنے سے پہلے اس کی حفاظت کو یقینی بنائیں اور حسب ذیل عقائد پر مرتے دم تک قائم رہنے کا عزم کریں۔

☆ مخلوق میں سب سے زیادہ قابل احترام ہستی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔ آپ کی اِطاعت و فرمانبرداری دراصل اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔

☆ آپ کی گستاخی کرنے سے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ جیسی عبادات اکارت کردی جاتی ہیں اور کفر کا طوق گلے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بغیر توبہ کئے مرنے والے کا خاتمہ کفر پر ہوگا۔

☆ اللہ نے آپ کو یہ مقام اعلیٰ عطا فرمایا ہے کہ آپ جو سنتے ہیں وہ ہم نہیں سن سکتے۔ آپ جو دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کے پیش نظر پوری کائنات ہے۔ ہم بظاہر ان سے دُور ہیں لیکن وہ ہم سے دور نہیں۔ وہ غمزدہ اُمتیوں کی فریاد سنتے ہیں۔ اللہ نے آپ کو غیب کا علم عطا کیا ہے۔

☆ آپ زندہ ہیں۔ آپ بشر ونور ہیں۔ آپ نورِ نبوت سے ہر جگہ موجود، حاضر وناظر اور مشاہدہ کرنے والے اور اُمت کے گواہ ہیں۔ آپ کا جسم بشر ایک ہے جو قبرِ انور میں محفوظ اور زندہ ہے۔

☆ آپ اللہ کے خزانوں کو بانٹنے والے ہیں اور اللہ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں آپ کے مقدس ہاتھوں میں دی ہیں۔ آپ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں آپ کو اختیار ہے۔

☆ آپ کے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی اور رسول نہیں آسکتا۔ جب رسول و نبی آ ہی نہیں سکتا تو دوسرے نبی کے آنے کا تصور کرنا سراسر گمراہی ہے اور بے دینی ہے۔ لہٰذا جو حضور کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ کافر ملعون زندیق ہے اور اس کو نبی ماننے والا بھی کافر وملعون ہے۔

مسلمانو! قرآنی تعلیمات ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات میں سے یہ بھی ہے کہ جب حق آتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔ آپ پر حق واضح ہو چکا ہے باطل اپنے منطقی انجام تک پہنچ چکا۔ دشمن کی سازش بے نقاب ہو چکی۔ یارسول اللہ کا انکار کرنے والے بے نقاب ہو چکے۔

اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کسی مولوی سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہوسکتا ہے فیصلہ کرنے میں شیطان آپ کے دل میں وسوسہ پیدا کرے کہ میں نے تو ساری زندگی 'یارسول اللہ' کے منکروں کے پیچھے نماز پڑھی اب ان کی مخالفت کیسے کروں؟ یاد رکھئے آپ نے کلمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پڑھا ہے کسی مولوی کا نہیں۔ قیامت میں شفاعت آپ کی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے کوئی مولوی نہیں، لہٰذا اپنے قلوب کو شیطانی وسوسوں سے پاک کیجئے اور آخر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشاد سنئے:۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، آخر زمانے میں ایک گروہ نکلے گا قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ (مشکوٰۃ،ص ۳۰۹)

ایک موقع پر اس طرح ارشاد فرمایا، ایک گروہ نکلے گا جس کی باتیں دِلفریب اور خوشنما ہوں گی اور کردار گمراہ کن اور خراب ہوگا وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ پھر دین کی طرف لوٹنا انہیں نصیب نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ،ص ۳۰۸)

معلوم ہوا کہ ایسے مولوی ضرور پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، جن کی باتیں دلکش اور دلوں کو فریب دینے والی ہوں گی یہ وہ مولوی ہوں گے جن سے گمراہی پھیلے گی اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تقدیر کے لکھے کو اب کوئی نہیں ٹال سکتا ایسے گستاخ و بے ادب مولویوں کا پیدا ہونا یقینی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ علماء حق کا دامن مضبوطی سے تھام لیں اسی میں ان کی دنیا و آخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو فرقہ واریت کے دور میں بیکسی کے سپرد نہیں کیا بلکہ اُمت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی اور گمراہ اور بے دین فرقوں سے بچنے کی تاکید فرمادی۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک موقع پر اس طرح ارشاد فرمایا:

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار

تم بڑی جماعت کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا جہنمی ہے۔

ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ارشاد ہے:

ید اللّٰہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ الی النار

اللہ تعالٰی کا دست رحمت جماعت پر ہے جو اس سے علیحدہ ہوا وہ جہنمی ہوا۔

مذکورہ بالا ارشادات سے واضح ہوا کہ 'وہ جماعت' جس پر اہل اسلام کی اکثریت ہے حق پر ہے اور اس جماعت اہلسنّت پر اللہ کا دستِ کرم ہے لہٰذا جو اس جماعت سے جدا ہوا وہ جہنم میں گیا نجات کا دارومدار بڑی جماعت اہلسنّت سے وابستہ رہنے میں ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جگہ اور ارشاد فرمایا:

من فارق الجماعۃ شبرا خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ

جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔

(ملاحظہ کیجئے المسند امام احمد حدیث زید بن ثابت طبع المکتب الاسلامی بیروت)

معلوم ہوا جو کوئی بھی بڑی جماعت یعنی جماعت اہلسنّت سے جدا ہوا گویا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا حلقہ نکال دیا اب ایسا شخص اسلام کا باغی اور دین کا مجرم ہے۔آخر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اور سن لیجئے اور اپنے ایمانوں کو مضبوط اور مستحکم کیجئے۔حضور سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

آخری زمانے میں بہت سے جھوٹے فریبی ہوں گے جو تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے کہ تم نے سنیں نہ تمہارے آباء نے۔ تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور ان سے دُور رہو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (ملاحظہ کیجئے صحیح مسلم المقدمۃ)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد میں گمراہ اور بے دین لوگوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ وہ بے دین اور گمراہ لوگ ہوں گے جو نئی نئی باتیں بتائیں گے جو نہ تم نے پہلے کبھی سنیں اور نہ تمہارے باپ دادا نے کبھی سنیں لہٰذا ایسے بے دین لوگوں سے دُور رہو۔

ان حقائق کو جان لینے کے بعد اب مسلمانوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک دل اور ایک زبان ہو کر یہ فیصلہ کریں کہ وہ اسلام دشمن تحریکوں سے لاتعلق رہیں گے تاکہ اسلام کی شان وشوکت اور عظمت کا اظہار ہو۔ یاد رکھئے گمراہ اور بے دین فرقوں سے تعلق قائم کرنا دراصل ان کو حق ماننا ہے اور باطل کو حق ماننا ایک مسلمان کی شان کے لائق نہیں ان سے میل جول رکھنا اور ان سے شادی اور رشتے داری کرنا دراصل بہت سے فتنوں کو جنم دینا اور گمراہ فرقوں کی اکثریت کو بڑھانا ہے۔

مسلمانوں اللہ کی رسی 'دین حق' کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ دشمن تو چاہتا ہے کہ مسلمان اللہ کی رسی کو چھوڑ کر بکھر جائیں تاکہ وہ مسلمانوں سے اپنے انتقام کی آگ بجھا سکے۔اسلام دشمن قوتوں کی اس سازش کو ناکام بنادو۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب کرنے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والی ہر سازش کو نیست و نابود فرمائے۔ اس تحریر کے لکھنے میں کم علمی کے سبب مجھ ناچیز سے کوئی معنوی غلطی ہوگئی ہو تو میں اس غلطی پر اللہ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم اپنے محبوب کے طفیل مجھ ناچیز کی خطا کو معاف فرمائے اور یہ کتاب اُمتِ مسلمہ کی اِصلاح کا سبب بنائے مسلمانوں میں اُخوت و بھائی چارہ کی فضاء قائم فرمائے اور گمراہ فرقوں کے شر سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپ کا بھائی

محمد نجم مصطفائی

11-05-2000